نایاب کہانیاں

حصہ اول

۰۱۔ عمرو سمندری محل میں — تحریر: نازک شاہین

۰۲۔ عمرو اور لنگور شہزادہ — تحریر: ناصر شاہین

۰۳۔ عمرو اور صندل پری — تحریر: مونا صفدر

۰۴۔ عمرو اور کالی چڑیل — تحریر: نوازش شاہین

۰۵۔ شہزادی نورین — تحریر: زمرد الیاس

۰۶۔ چالاک بلی — تحریر: زمرد الیاس

۰۷۔ سنہری گڑیا — تحریر: زمرد الیاس

۰۸۔ حاتم طائی — تحریر: نوازش شاہین

۰۹۔ دھوکا — تحریر: مونا صفدر

۱۰۔ ہر شخص کو خوش نہیں کیا جا سکتا — تحریر: ناصر شاہین

۱۰۔ عمرو سمندری محل میں

تحریر: نازک شاہین

عمرو صرف لوٹ مار کر کے دولت ہی نہ کماتا تھا بلکہ وہ مصیبت زدہ لوگوں کی امداد بھی کیا کرتا تھا۔ دولت مند لوگ اسے کنجوس سمجھتے تھے لیکن عمرو غریبوں کے لئے حاتم طائی بنا ہوا تھا۔ غریب اور مظلوم لوگ اس سے مدد مانگنے آتے تو وہ کبھی انکار نہ کرتا تھا اور جہاں تک ممکن ہوتا ان کی امداد کرتا تھا۔

ایک دن وہ سمندر کی سیر کرنے گیا۔ ساحل پر پہنچا تو ریت پر ایک آدمی بے ہوش پڑا تھا۔ لباس سے وہ کوئی غریب آدمی معلوم ہوتا تھا۔ اس کا بھیگا ہوا لباس ظاہر کرتا تھا کہ وہ سمندر سے نکل کر یہاں آ پڑا ہے۔

عمرو نے سوچا کہ اگر وہ یونہی پڑا رہا
تو کوئی مگرمچھ آ کر اسے کھا جائے گا۔
اس لیے اس کی مدد کرنی چاہیے۔
چنانچہ اس نے بے ہوش آدمی کو ہوش
میں لانے کی کوشش شروع کر دی۔
جلد ہی وہ آدمی ہوش میں آ گیا ۔
وہ اٹھ بیٹھا اور سمندر کی طرف دیکھ
کر چلایا۔ ”ہائے میری بیوی بچے۔ ہائے
میرا منا۔“ وہ شخص چلاتا ہوا اٹھ کر
پانی کی طرف دوڑا ۔ عمرو نے لپک
کر اسے پکڑ لیا۔ ”ہوش کرو بے
وقوف، کیا ڈوب مرنے کا ارادہ ہے۔“
”خواجہ مجھے مت روکو۔ بدبخت لہروں
نے میری بیوی اور بچے کو نگل لیا
ہے۔“ وہ رونے لگا۔ عمرو بولا۔ ہمت
سے کام لو۔ صبر کرو دوست ۔
کیسے صبر کروں، عمرو بھائی۔ مرنے

والوں پر صبر کیا جاتا ہے۔ "وہ تو زندہ ہیں۔" وہ بولا۔ تمھیں کیا پتا کہ وہ زندہ ہیں۔ عمرو نے کہا۔ سمندر میں ڈوبنے والے مر جاتے ہیں۔ انہیں خواجہ وہ زندہ ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ سمندری ہاتھ نے انہیں اغوا کیا ہے۔

"سمندری ہاتھ" عمرو نے حیرت سے کہا۔ پھر ہنس کر بولا۔ شاید تم پاگل ہو گئے ہو۔ سمندر کوئی انسا ن تو نہیں کہ اس کے ہاتھ پاؤں ہوں گے۔

میں سچ کہہ رہا ہوں خواجہ۔ میں نے وہ ہاتھ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ وہ آدمی بولا۔ عمرو نے کہا ۔ "اچھا ۔ آرام سے بیٹھ کر مجھے پورا واقعہ بتاؤ۔ شاید میں تمہاری مدد کر سکوں۔"

دو سال پہلے میری شادی ہو ئی تھی۔وہ آدمی ہچکیاں لیتا ہوا بولا۔ میری

بیوی انتہائی خوبصورت تھی۔ پھر خدا نے ایک بیٹا دیا تو وہ بھی اس کی طرح خوبصورت تھا۔ میرا نام عاقل ہے اور میں غریب آدمی ہوں۔ میں اور میری بیوی جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے تھے۔ اور شہر میں بیچ کر حاصل ہونے والی رقم سے زندگی بسر کر رہے تھے۔ کل دوپھر کو جنگل میں میری بیوی اور میں کھانا کھا رہے تھے ۔ میرا ایک سالہ بیٹا ناصر کھیل رہا تھا کہ اچانک وہاں ایک بوڑھا آ گیا۔ اس نے کھانا مانگا ۔ وہ بھوکا تھا جبکہ ہمارے پاس صرف تین چپاتیاں تھیں۔ میں اور بیوی نے آدمی آدھی چپاتی کھائی اور دو چپاتیاں بوڑھے کو دے دیں۔ وہ بوڑھا میرے بچے ناصر کی طرف دیکھتا اور کھانا کھاتا رہا۔ کھانا کھانے کے بعد

اس نے ہمارا شکریہ ادا کر کے کہا۔
میں ایک درویش ہوں اور تم لوگوں کی
سخاوت کا امتحان لینے آیا تھا۔ تم اس
امتحان میں کامیاب ہوئے ہو۔ اس لیے
قدرت کو منظور ہے کہ میں تمہاری
غریب دور کر کے تمہیں خوشحال بنا
دوں۔ چنانچہ کل صبح تم لکڑیاں کاٹنے
کی بجائے سمندر پر جانا اور ساحل پر
بیٹھ کر غیبی امداد کا انتظار کرنا۔

یہ کہہ کر بوڑھا درویش وہاں سے
چلا گیا۔ میں اور میری بیوی رضیہ بہت
خوش ہوئے۔ ہم شام کے وقت لکڑیاں
بیچ کر گھر آئے تو بوڑھا درویش
دروازے پر موجود تھا۔ وہ کہنے لگا۔
”عاقل بیٹے میں ایک بات بتانا بھول گیا
تھا۔ تم یوں کرنا کہ جب ساحل پر
پہنچو تو یہ مچھلی سمندر میں پھینک دینا

تا کہ تمھیں فوراً غیبی امداد حاصل ہو جائے اور تمھیں انتظار نہ کرنا پڑے۔ یہ مصنوعی اور پتھر کی بنی ہوئی مچھلی سمندر کی تہہ میں پہنچے گی اور سمندر سے بہت بڑا خزانہ باہر نکل کر تمہارے قدموں میں آ پڑے گا۔"

اس کے ساتھ ہی بوڑھے نے اپنے ہاتھ میں پکڑی پتھر کی چھوٹی سے مچھلی میرے حوالے کر دی اور رخصت ہوگیا۔ اس بار بھی وہ مسلسل میرے بیٹے ناصر کی طرف دیکھتا رہا تھا۔ ہم دونوں میاں بیوی خوش تھے کہ قدرت ہماری مدد کر ہی ہے اور ہمیں سمندر سے خزانہ ملنے والا ہے۔ چنانچہ خوشی کے مارے ہمیں رات بھر نیند نہ آئی۔ آج صبح میں اپنی بیوی رضیہ اور بیٹے ناصر کے ساتھ گھر سے یہاں پہنچا۔ میں نے مصنوعی

مچھلی سمندر میں پھینکی۔ پھر ہم بیٹھ کر خزانہ باہر آنے کا انتظار کرنے لگے۔ ہمارے دل خزانہ ملنے کی خوشی میں تیزی سے دھڑک رہے تھے۔ میری بیوی رضیہ کہہ رہی تھی کہ خزانہ ملنے پر سب سے پہلے ہم اپنے لئے عالی شان محل بنوئی گے۔ زیورات اور گھر کی چیزیں خریدیں گے۔ ناصر کے لیے جھولا اور کھلونے لیں گے۔ میں نے کہا کہ اس کے بعد میں تجارت کروں گا اور دوسرے ملکوں میں مال لے جانے کے ایک بحری جہاز بنواؤں گا جس میں ہماری رہائش کا بھی اعلیٰ انتظام ہو گا۔

ابھی ہم یہ ہی باتیں کر رہے تھے کہ اچانک سمندر سے ایک بہت بڑا ہاتھ نکلا اور ہماری طرف بڑھا۔ میں گھبرا کر پیچھے ہٹا مگر ہاتھ نے میری بیوی

اور بچے کو پکڑ ا او رپانی میں غائب ہو گیا۔ میں چیختا چلاتا سمندر میں کود پڑا اور اپنی بیوی اور بچے کو تلاش کرنے لگا۔ میں بار بار غوطہ لگا کر پانی کے اندر انہیں تلاش کرتا رہا مگر وہ نہ ملے۔ میں تھک کر پانی سے باہر نکل آیا اور صدمے سے بے ہوش ہو گیا۔اب تم نے ہوش دلایا ہے۔

اتنا بتا کر عاقل لکڑہارا رونے لگا۔

عمرو حیران تھا کہ کیا ماجرا ہے۔ درویش کون تھا اور وہ ہاتھ کس کا تھا؟ اس نے عاقل سے پوچھا۔ اس رویش نے دونوں ملاقاتوں میں تمہارے بیٹے ناصر کے بارے میں تم سے کچھ کہا تھا؟

نہیں ۔ صرف اسے دیکھتا اور مسکراتا رہاتھا۔ ابھی بے ہوشی کے دوران میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ درویش

سمندر کے وسط میں کھڑا ہے اور میرے بچے کی طرف ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے پاس آنے کو کہہ رہا ہے مگر ناصر انکار میں سر ہلاتا ہوا خوفزدہ انداز میں رو رہا تھا۔ پھر میں نے درویش کے ہاتھ کو لمبا ہوتے دیکھا۔ جیسے وہ ناصر کو پکڑنا چاہتا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ مجھے تم دونوں ماں بیٹے کی ضرورت ہے باپ کی نہیں۔ اس کی بات سن کر میری بیوی نے نفرت سے اس کی طرف تھوک دیا تھا۔ تب میں نے دیکھا کہ درویش غضب ناک ہو گیا۔ غصے میں اس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ اسی لمحے مجھے ہوش آ گیا۔عاقل نے بتایا۔

عمرو نے اندازہ لگایا کہ یہ کوئی طلسماتی چکر ہے۔یقیناً وہ بوڑھا کوئی جادوگر تھا اور اسے عاقل کی بیوی اور بچے کی

ضرورت تھی جنہیں حاصل کرنے کے لیے اس نے انہیں سمندر سے خزانہ ملنے کا چکر دیا اور پھر کسی جادوئی ہاتھ کے ذریعے انہیں اغوا کر لیا۔

عاقل میاں۔ تم یہاں میرا انتظار کرو۔ میں دیکھتا ہوں کہ رضیہ اور ناصر کہاں ہیں۔ عمرو نے اٹھتے ہوئے کہا۔

میری واپسی تک یہاں سے مت ہٹنا۔

یہ کہہ کر عمرو نے اپنی زنبیل سے سلیمانی کانٹا نکالا جس کے ساتھ لمبی ڈوری تھی۔ اس نے کانٹا سمندر میں پھینک دیا اور انتظار کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد ڈوری کو جھٹکا لگا ۔ اور عمرو نے کانٹا باہر کھینچ لیا۔ کانٹا ایک کچھوے کے منہ میں ہوا تھا۔

عمرو۔ خدا کے لیے مجھے چھوڑ دو ورنہ مر جاؤں گا میں، کچھوے نے

تڑپتے ہوئے کہا۔ عمرو نے کہا۔ جب تم میرے سوالوں کا جواب نہ دو گے آزاد نہیں کروں گا۔ بولو وہ درویش کون تھا جو عاقل سے ملا تھا اور عاقل کی بیوی اور بچہ کہاں ہیں۔ زندہ ہیں یا مر چکے ہیں۔؟

عمرو ۔ وہ دونوں زندہ ہیں۔ درویش اصل میں طوفان جادوگر تھا۔ اسے جادو سے معلوم ہوا تھا کہ اگر وہ رضیہ سے شادی کرے اور اس کے بیٹے کے خون سے نہائے تو وہ کبھی بوڑھا نہیں ہو گا۔ بلکہ نہاتے ہی جوان بن جائے گا۔ او راسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ طوفان جادوگر کا محل سمندر کی تہہ میں ہے اور وہ کل رضیہ سے شادی کر کے ناصر کے خون سے نہائے گا۔ رضیہ اور ناصر اس وقت اسی کے محل میں

قید ہیں۔ کچھوے نے بتایا۔

تب عمرو نے اس کے منہ سے کانٹا نکالا اور اسے پانی میں پھینک دیا۔ کچھوا پانی میں غائب ہو گیا۔ عمرو نے عاقل سے کہا۔ سن لیا تم نے عاقل۔ بڑے عقل مند بنتے تھے تم۔ درویش اصل میں جادوگر تھا۔ بہرحال تم فکر مت کرو۔ جو کام عقل سے نہ ہو سکے اسے میں عیاری سے سر انجام دیا کرتا ہوں۔

یہ کہہ کر عمرو نے زنبیل سے سلیمانی چادر نکال کر اوڑھی اور عاقل کی نگاہوں سے غائب ہو گیا۔ سلیمانی چادر میں یہ خوبی بھی تھی کہ پانی اس پر نہیں پڑتا تھا۔ اور چادر سے ایک فٹ دور ہی رہتا تھا عمروخدا کا نام لے کر سمندر میں کود پڑا اور گہرائی میں اترتا

چلا گیا۔ پانی اس سے ایک ایک فٹ کے فاصلے پر رہا چنانچہ عمر کا نہ لباس بھیگا اور نہ سر اور پاؤں گیلے ہوئے ۔ جلد وہ سمندر کی تہہ میں جا پہنچا وہاں ایک خوبصورت محل تھا مگر پانی اس محل کے چاروں طرف دو دو فٹ دور تھا۔ محل کا دروازہ کھلا تھا۔ عمرو محل میں داخل ہوا ہی تھا کہ محل کے گرد پانی میں کئی مگرمچھ نمودار ہوئے اور چنگھاڑنے لگے۔

ان کا شور محل کے اندر سنائی دیا اور ایک کمرے سے ایک بوڑھا نکل آیا مگر عمرو اسے نظر نہ آیا۔ کیا بات میرے غلاموں۔ کیوں شور کر رکھا ہے؟ ۔ جادوگر نے محل کے دروازے پر آ کر مگرمچھ سے پوچھا۔ آقا، عمرو عیار آپ کے محل میں داخل ہو گیا ہے۔ ایک

مگرمچھ نے بتایا۔

اوہ! جادو گر حیرت سے ادھر اُدھر دیکھتا ہوا بولا۔ مگر مجھے تو نظر نہیں آیا۔

دیکھا تو ہم نے بھی نہیں۔ صرف اس کی بو سونگھی ہے۔ مگرمچھ نے کہا ۔ شاید اس نے خود کو غائب کر رکھا ہے۔

یہ سن کر وہ جادوگر گھبرا گیا اور پلٹ کر تیزی سے ایک کمرے کی طرف بڑھا۔ عمرو بھی اس کے پیچھے چل دیا۔ جادوگر کمرے میں داخل ہوا۔ عمرو نے اندر جھانکا ۔ کمرے میں عاقل کی بیوی رضیہ بیٹھی رو رہی تھی۔ ایک سالہ بچہ ناصر بھی رو رہا تھا۔ طوفان جادوگر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

میں کہتا ہوں چپ ہو جاؤ ۔

تمھیں مجھ سے شادی کرنا ہی پڑے گی تاکہ میں تمہارے بچے کے خون سے غسل کر سکوں اور ہاں۔ یہاں عمرو عیار تو نہیں آیا؟

عمرو نیاندر داخل ہوتے ہوئے خنجر نکالا اور جادو گر کے پیچھے پہنچ کر بولا۔ بالکل آیا ہے ظالم جادوگر۔ آواز سن کر طوفان جادوگر تیزی سے پلٹا اور عمرو نے اس کے سینے میں خنجر گھونپ دیا۔ جادوگر تڑپتا ہوا مر گیا۔ اس کے مرتے ہی سمندر کا پانی محل میں گھس آیا مگر عمرو نے جلدی سے رضیہ کا ہاتھ پکڑ ناصر کو اٹھا لیا اور اوپر اٹھنے لگا۔ وہ پانی سے نکل کر ساحل پر آیا تو عاقل اپنی بیوی اور بچے کو زندہ پا کر بہت خوش ہوا اور عمرو کا شکریہ ادا کرنے لگا۔

WWW.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۰۲۔ عمرو اور لنگور شہزادہ

تحریر: ناصر شاہین

عمرو عیار حضرت امیر حمزہ کے دربار میں بیٹھا مزے مزے سے طلسم ہوشربا کا حال بتا رہا تھا کہ اس نے وہاں کے جادوگروں کو کس بے دردی سے لوٹا اور کتنے جادوگروں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ عام درباریوں کے علاوہ دربار میں اس وقت شاہی محل کی بیگمات اور شہزادے، شہزادیاں، وزیر مشیر اور فوج کے سپہ سالار و جرنیل بھی موجود تھے۔ وہ بڑی دلچسپی سے عمرو کی باتیں سن رہے تھے۔

میں جب طلسم باطن میں پہنچا تو وہاں میں نے ایک ایسا باغ دیکھا جس کے درختوں پر انسانوں کے زندہ سر لٹک رہے تھے۔ عمرو کہہ رہا تھا۔ میں نے

ان سے باتیں کیں۔ پتا چلا کہ وہ سب مختلف ملکوں کے شہزادے تھے اور ہندوستان کی شہزادی نرگس سے شادی کے لیے شہزادی کے باپ کی شرط پوری کرنے وہاں آئے تھے۔ شہزادی نرگس بے حد خوبصورت تھی اور بادشاہ اس کی شادی کسی بہادر شہزادے سے کرنا چاہتا تھا چنانچہ اعلان کیا کہ جو شہزادہ سلیمانی پھول لائے گا بہادر سمجھا جائے گا اور اس سے شہزادی کی شادی کی جائے گی مگر کوئی شہزادہ پھول لانے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ جو بھی پھول کی تلاش میں گیا واپس نہ آیا۔ سلیمانی پھول اسی باغ میں تھا اور باغ کا مالک چھلکا جادوگر تھا جس نے پھول کی حفاظت پر طلسمی محافظ مامور کر رکھے تھے۔ جو شہزادہ اس پھول کو توڑنے باغ میں

داخل ہوتا۔ طلسمی محافظوں کے ہاتھوں مارا جاتا اور جادوگر اس کا سر کاٹ کر درخت سے لٹکا دیتا تھا۔ میں ان شہزادوں کی مدد کرنا چاہتا تھا لیکن چھلکا جادو گر کو ہلاک کیے بغیر ان شہزادوں کو زندہ کرنا ممکن نہ تھا۔ اور ان دنوں چھلکا جادوگر مریخ کی سیر کو گیا ہوا تھا۔ میں اس کا انتظار کرتا تو خود پھنس جاتا اس لیے وہاں سے واپس چلا آیا۔ خدا جانے اب وہ کس حال میں ہیں۔

شہزادہ کاشف جو عمرو کی باتیں غور سے سن رہا تھا، کو ان شہزادوں کے انجام پر بہت دکھ ہوا اور چھلکا جادوگر پر بہت غصہ آیا۔ اس نے دل میں فیصلہ کیا کہ وہ ان بدقسمت شہزادوں کی مدد کرے گا اور انہیں جادوگر کی قید

سے نجات دلا کر زندہ حالت میں طلسم باطن سے نکال لائے گا۔

خواجہ۔ طلسم باطن دوبارہ کب جاؤ گے؟ اس نے عمرو سے پوچھا۔

"جب اللہ چاہے گا۔" عمرو نے مسکرا کر کہا۔ "کل ہی تو وہاں سے واپس آیا ہوں"۔

اس طلسمی باغ کا ملک کہاں رہتا ہے۔ باغ میں یا شہر میں؟ شہزادے نے سوال کیا۔

شہر میں کیونکہ باغ میں مجھے اس کا گھر نظر نہیں آیا ورنہ اسے لوٹ کر ہی آتا۔ عمرو بولا۔

شہزادے نے مزید کوئی سوال نہ کیا۔ لیکن عمرو نے اندازہ لگا لیا کہ شہزادے کا کیا ارادہ ہے۔ دوسرے روز شہزادے کاشف نے سفر کی تیاری کی

اور شکار کے لیے جنگل میں جانے کا بہانہ کر کے محل سے نکل آیا۔ مگر شہر سے باہر آ کر وہ طلسم ہوشربا کی طرف گھوڑا دوڑانے لگا۔ شام ہو گئی۔ اندھیرا پھیل گیا تو اس نے ایک جگہ گھوڑا روک لیا۔ یہ پہاڑی علاقہ تھا اور ان پہاڑوں کی دوسری جانب طلسم ہوشربا تھا۔ طلسم باطن طلسم ہوشربا کا شمالی صوبہ تھا۔

شہزادہ دن بھر کا تھکا ہوا تھا۔ چنانچہ لیٹے لیٹے اسے نیند نے آ لیا اور وہ سو گیا۔ اتفاق سے آدھی رات کے وقت طلسم ہوشربا کے سپہ سالار اور سرحدی محافظوں کے سردار کی بیٹی جادوگرنی چاندنی رات کا لطف لینے کے لیے اپنے طلسمی تخت پر سیر کرتی پھر رہی تھی۔ تخت اڑتا ہوا اس چٹان کے اوپر سے

گزرا جہاں شہزادہ کاشف سو رہا تھا تو گلنار نے جونہی نیچے جھانکا تو شہزادے کو دیکھ کر چونک پڑی۔ اس نے تخت کو چٹان پر اترنے کا حکم دیا۔ تخت چٹان پر اترا تو قریب سے شہزادے کو دیکھ کر گلنار جادوگرنی کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کاش اس کی شادی اس شہزادے سے ہو جائے۔اس نے شہزادے کو آواز دی اور وہ اٹھ بیٹھا۔ گلنار جادوگرنی کو دیکھ کر شہزادے کو حیرت ہوئی۔ شہزادے، تم کون ہو اور اس طرف کیسے آنا ہوا؟ گلنار نے پوچھا۔

میرا نام شہزادہ کاشف ہے اور میں طلسم باطن جا رہا تھا کہ چھلکا جادوگر کو ہلاک کر کے اس کے جادو سے ان شہزادوں کو نجات دلاؤں جن

کے سر کاٹ کر اس نے اپنے باغ
کے درختوں سے لٹکا رکھے ہیں اور جو
سلیمانی پھول حاصل کرنے کی غرض سے
باغ میں گئے تھے۔ شہزادے نے بتایا۔
اس سے تمہیں کیا فائدہ ہو گا۔
گلنار نے پوچھا۔ سلیمانی پھول کا کیا
قصہ ہے؟ شہزادے نے عمرو سے جو کچھ
سنا تھا سنا دیا اور کہا ایک تو
میں ان شہزادوں کی مدد کرنا چاہتا ہوں
اور دوسرا سلیمانی پھول ہندوستان کے بادشاہ
کو پیش کر کے شہزادی نرگس سے شادی
کرنے کی خواہش ہے مگر تم کون ہو؟
میں سپہ سالار جادوگر کی بیٹی گلنار
جادوگرنی ہوں۔ سیر کرتی ہوئی ادھر آنکلی
تھی۔ گلنار نے کہا۔ تم چاہو تو
میرے ساتھ چل کر میرے محل میں
آرام کرو۔ صبح میں تمہیں ہوائی تخت

پر طلسم باطن میں لے جاؤں گی۔ چھلکا جادوگر میرا چچا ہے۔ میں اس سے تمہاری سفارش کروں گی۔ وہ میرا کہنا نہیں ٹال سکتا۔ وہ نہ صرف ان شہزادوں کو آزاد کر دے گا بلکہ سلیمانی پھول بھی تمہارے حوالے کر دے گا۔

شہزادہ اس کا شکریہ ادا کر کے اس کے ساتھ تخت پر بیٹھا اور گلنار کے حکم پر تخت فضا میں بلند ہو کر واپس اڑنے لگا۔ جلد ہی وہ ایک خوبصورت محل میں پہنچ گئے۔ تخت سے اتر کر گلنار شہزادے کو اپنے کمرے میں لائی اور اسے کرسی پر بٹھایا اور اس نے شہزادے سے کہا۔

رات کے وقت میرا باپ سرحد پر گشت کرنے چلا جاتا ہے اور میں یہاں

تنہا ہوتی ہوں میری خواہش ہے کہ تم مجھ سے شادی کر لو۔ کیونکہ میں تمھیں پسند کرتی ہوں۔

اس کی بات پر شہزادہ سٹپٹا گیا۔ گلنار جادوگرنی بہت بدصورت اور چڑیل شکل عورت تھی۔ شہزادے نے کہا۔ نہیں گلنار ۔ میں شہزادی نرگس سے شادی کرنے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔

مجھ میں کیا کمی ہے شہزادے۔ گلنار نے غصے سے کہا۔ ابھی تو میری عمر صرف ستر سال ہے۔ پورے طلسم میں مجھ سے زیادہ خوبصورت لڑکی نہیں ہے۔ میں تم سے شادی کرنے کا فیصلہ کر چکی ہوں۔

لیکن میں شادی نہیں کروں گا۔ میں جا رہا ہوں۔ شہزادے نے اٹھتے ہوئے کہا۔

گلنار جادوگرنی نے دروازے کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا اور دروازہ خودبخود بند ہو گیا۔

"مجھ سے شادی کیے بغیر تم اس کمرے سے باہر نہیں جا سکتے شہزادے۔ وہ غصے سے بولی۔ شہزادے نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی مگر دروازہ جادو سے بند تھا اس لیے وہ کھولنے میں ناکام رہا۔ اور اسے غصہ آ گیا۔ اور اس نے پلٹ کر تلوار نکال لی۔" دروازہ کھول، ورنہ مار ڈالوں گا۔ گلنار جادوگرنی نے اس کی طرف منتر پھونکا اور شہزادے کی تلوار سانپ بن کر شہزادے کے ہاتھ لپٹ گئی۔ شہزادے نے ہاتھ جھٹکا اور سانپ فرش پر گر کر غائب ہو گیا۔

ہا ہا ہا ہا۔ دیکھا اپنی تلوار کا

حشر۔ گلنار نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ تمہیں مجھ سے شادی کرنی پڑے گی۔

ہرگز نہیں۔ میں تمہارے منہ پر تھوکتا بھی نہیں۔ شہزادہ غرایا۔

گلنار جادوگرنی نے غضب ناک ہو کر شہزادے پر منتر پھونکا اور فوراً ہی شہزادہ لنگور بن گیا۔

شہزادے۔ جب تک تم مجھ سے شادی کرنے پر رضامند نہ ہو گے لنگور بنے رہو گے۔ اور اسی کمرے میں رہو گے۔ جب تک تم مجھ سے شادی کرنے پر رضامند نہ ہو گے لنگور بنے رہو گے اور اسی کمرے میں رہو گے۔ جب بھی تم کمرے سے باہر جانے کی کوشش کرو گے دروازہ خود بخود بند ہو جایا کرے گا۔ میں تمہیں سوچنے

کے لیے چار دن کی مہلت دیتی ہوں۔
یہ کہہ کر گلنار جادو گرنی اٹھی اور
دروازہ کھول کر دوسرے کمرے کی بڑھ
گئی۔ لنگور شہزادے نے بھی باہر نکلنا
چاہا مگر دروازہ ایک دم بند ہو گیا۔
عمرو اپنے گھر میں رات کا کھانا
کھانے کے بعد سونے کی تیاری کر رہا
تھا کہ اسے بادشاہ کا بلاوہ آ گیا۔ امیر
حمزہ کے غلام نے بتایا کہ اسے امیر
حمزہ نے اپنے محل میں فوراً طلب کی
ہے۔ عمرو شاہی محل میں پہنچا تو وہاں
شہزادہ کاشف کی ماں رو رہی تھی اور
امیر حمزہ سخت پریشانی کے عالم میں ٹہل
رہے تھے۔ انہوں نے عمرو کو بتایا کہ
شہزادہ کاشف لاپتہ ہو گیا ہے۔ صبح
جنگل میں شکار کرنے کی اجازت لے
کر گیا تھا۔ مگر لوٹ کر نہیں آیا۔

اس کی تلاش میں سپاہیوں نے جنگل کا کونہ کونہ چھان مارا مگر شہزادہ نہیں ملا۔ جنگل کے راستے میں آباد لوگوں کا بیان ہے کہ ان میں سے کسی نے شہزادے کو جنگل میں جاتے یا آتے نہیں دیکھا۔ گویا شہزادہ جنگل میں گیا ہی نہیں تھا۔

یہ سن کر عمرو کو خیال آیا کہ ہو نہ ہو شہزادہ طلسم باطن میں گیا ہو گا تاکہ چھلکا جادوگر کے جادو سے بدقسمت شہزادوں کو نجات دلائے۔ اس نے امیر حمزہ کو تسلی دی اور کہا کہ وہ شہزادے کی تلاش میں جا رہا ہے۔

عمرو نے گھر جانے کی بجائے وہیں سے ایک گھوڑا لیا اور اس پر سوار ہو کر طلسم ہوشربا کی طرف چل دیا ۔ صبح کے وقت وہ طلسم ہوشربا کے قریب پہنچا تو اسے پہاڑیوں میں شہزدے کا گھوڑا

نظر آ گیا۔ عمرو نے کچھ سوچا۔ پھر اپنی شکل و صورت اور لباس تبدیل کر کے طلسم ہوشربا میں داخل ہو گیا۔ اب وہ ایک خوبصورت لڑکی بنا ہو اتھا۔ سرحدی محافظوں نے اسے دیکھا تو پکڑ کر اسے سپہ سالار کے سامنے پیش کر دیا۔سپہ سالار جادوگر نے عمرو سے پوچھ گچھ کی تو عمرو نے زنانہ آواز میں کہا۔

میں ایران کی شہزادی ہوں اور تم سے ملنے آئی ہوں ۔ مجھے اپنے محل لے چلو۔ باقی بات وہیں بتاؤں گی۔ البتہ یہ بھی بتا دیتی ہوں کہ میں تمہارے ساتھ شادی کرنے کا فیصلہ کر چکی ہوں۔

سپہ سالار بہت خوش ہوا۔ اس کی پہلی بیوی دو سال پہلے مر چکی تھی۔

وہ عمرو کو طلسمی تخت پر بٹھا کر اپنے محل لے آیا۔ راستے میں عمرو نے اس سے معلوم کر لیا کہ محل میں صرف اس کی بیٹی گلنار ہے۔ محل پہنچ کر سپہ سالار عمرو کو اپنے کمرے میں لایا تو عمرو نے مسکرا کر کہا۔ ''لو ، شادی کی خوشی میں منہ میٹھا کرو'' جادوگر نے برفی کھائی اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ عمرو نے دروازہ بند کر کے رنگ و روغن سے خود اس کا ہم شکل بنایا اور اسے باندھ کر پلنگ کے نیچے چھپا دیا۔ پھر وہ باہر آیا۔ اور کمروں میں جھانکنے لگا۔ایک کمرے میں لنگور دکھائی دیا۔ لنگور نے عمرو کو دیکھ کر کہا۔ ''خواجہ ۔ میں شہزادہ کاشف ہوں''۔ عمرو کمرے میں آیا۔ لنگور شہزادے نے اسے اپنی داستان سنائی۔

اتنے میں جادوگرنی کمرے میں داخل ہوئی۔ عمرو نے اسے برفی دی۔ گلنار نے اسے اپنا باپ سمجھ کر برفی کھائی اور بے ہوش ہو گئی۔ عمرو نے خنجر مار کر اسے ہلاک کیا تو لنگور شہزادہ فوراً انسان بن گیا۔ عمرو نے محل لوٹا اور شہزادے کے ساتھ واپس وطن روانہ ہو گیا۔

۰۳عمرو اور صندل پری

تحریر: مونا صفدر

عمرو عیار طلسم ہوشربا میں لوٹ مار کر کے واپس آ رہا تھا کہ جنگل سے گزرتے ہوئے اسے کسی بکری کے منمنانے کی آواز سنائی دی۔ اور وہ رک کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اسے حیرت تھی کہ شہر سے دور اس اجاڑ جنگل میں بکری کہاں سے آ گئی۔ وہ اس سمت چل پڑا جدھر سے بکری کی آواز سنائی دی تھی۔تھوڑی دور جا کر اسے ایک درخت کے نیچے بیٹھی بکری دکھائی دی ۔ وہ تنہا تھی۔ پورا ریوڑ ہوتا تو عمرو سمجھتا کہ چرواہا وہاں بکریاں چرا رہا ہے۔ اکیلی بکری کو دیکھ کر اس نے سوچا کہ چراوہا ریوڑ لے کر واپس شہر چلا گیا اور وہ بکری ریوڑ سے بچھڑ کر

وہیں رہ گئی ہے۔
عمرو بکری کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ عید قربان قریب ہے اس نے ساری زندگی لوٹ مار کی اور بے انتہا دولت کمائی لیکن خدا کی راہ میں قربانی دینے کی توفیق نہ ہوئی۔ مگر اس بار قدرت کی منشاء ہے کہ وہ بھی قربانی کی عید پر بکری ذبح کرے اور قربانی کا گوشت ان پڑوسیوں اور رشتہ داروں میں تقسیم کرنے جو ہمیشہ قربانی کا گوشت اسے بھیجتے رہتے ہیں۔ اس لیے قدرت نے اس کے لیے بکری کا انتظام بھی کر دیا ہے تاکہ اسے بکری خریدنے میں رقم خرچ نہ کرنی پڑی۔ شاید خدا نے اس لیے وہ بکری اسے عطا کی ہے کہ وہ اس کی کنجوسی سے آگاہ ہے ۔ اللہ جانتا ہے وہ اپنی

کنجوسی کے سبب ساری زندگی قربانی دینے کی سعادت حاصل نہیں کر سکتا اس لیے اسے مفت بکری دی جائے تاکہ وہ یہ عذر نہ کر سکے کہ وہ غریب ہے اور بازار سے بکری خریدنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ سبحان اللہ، قدرت کی شان ہے کہ بکری نے ممیا کر خودی ہی اسے اپنی طرف متوجہ کیا ہے تاکہ وہ اسے پکڑ کر لے جائے اور عید پر قربانی دے۔

عمرو یہ ساری باتیں سوچتا ہوا بکری کے قریب پہنچا مگر قریب سے بکری تو دیکھ کر اسے حیرت ہوئی وہ بہت خوبصورت بکری تھی۔ اس کی گردن پر لمبے لمبے سیاہ بال تھے۔ گلے میں سونے کی مالا تھی۔

سبحان اللہ۔ قدرت نے اس کے لیے

بکری بھیجی ہے تو کیسی خوبصورت اور
زیور سے سجی ہوئی۔ قربانی کے بعد وہ
اس سونے کی مالا کو بیچ کر پیسہ
کمائے گا۔ عمرو نے دل میں خود سے
کہا۔ مگر پھر اس نے محسوس کیا کہ
بکری کی خوب صورت آنکھوں سے آنسو
بہہ رہے ہیں ۔ اس نے مسکر کر
کہا۔ روتی کیوں ۔ میں تمہیں ابھی تو
ذبح نہیں کر رہا ہوں۔ تمہیں خوش ہونا
چاہیے کہ تمہیں خدا کی راہ میں قربان
ہونے کی سعادت حاصل ہونے والی ہے۔
اللہ کی راہ میں قربان ہونے والا سیدھا
جنت میں جاتا ہے۔ اور وہاں عیش کرتا
ہے۔ تم بھی جنت میں جاؤ گی جہاں
تمہاری خدمت کے لیے حوریں ہوں گی
جو تمہیں نہلایا دھلایا کریں گی۔ جنت
کے میوے کھلائیں گی اور……!

آدم زاد، میں پہلے ہی ستم زدہ ہوں مجھے اور نہ ستاؤ۔ اچانک بکری نے کہا۔ ہائیں! عمرو حیرت سے اچھلا پڑا۔ تم بولتی بھی ہو۔ کمال ہے میں تمہیں ستا نہیں رہا ہوں بلکہ جنت کی بشارت دے رہا ہوں۔ آج سے ٹھیک دس دن بعد قربانی کے روز تم ذبح ہو کر جنت میں جاؤ گی۔ شاید تمہاری وجہ سے میں بھی جنت میں جاؤں۔ ورنہ میں تو اتنا گنہ گار انسان ہوں کہ میرا ٹھکانا جہنم کے سوا کہیں نہیں ہو سکتا۔ تمہیں معلوم نہیں لیکن میں اپنے اعمال سے واقف ہوں۔ مجھے اپنے کرتوتوں کا علم ہے۔ میں نے اتنے گناہ کئے ہیں کہ اب اللہ سے توبہ کرنے اور معافی مانگتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔

آدم زاد، خدا کے لیے مجھے پریشان

مت کرو۔ میں بکری نہیں ہوں۔ بکری نے کہا۔ عمرو خوفزدہ ہو کر ایک قدم پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔ بکری نہیں تو کیا کوئی چڑیل ہو ویسے میری نظر کمزور تو نہیں ہے۔ مجھے تو تم سو فیصد بکری نظر آتی ہو۔ البتہ ہو خوب صورت ۔ بکری نے کہا ۔ آدم زاد میں چڑیل نہیں پری ہوں۔ صندل پری۔ پرستان کی شہزادی۔ اس کی بات پر عمرو چونکا مگر اسے یقین نہ آیا۔ اس نے ہنس کر کہا۔ سمجھ گیا، تم ذبح ہونے کے ڈر سے خود کو پری کہہ رہی ہو اور قربانی سے بچنے کے لیے پرستان کی شہزادی بن رہی ہو۔ شرم نہیں آتی جھوٹ بولتے ہوئے۔ پریوں کا جنگل میں کیا کام۔

میں یہاں خواجہ عمرو کا انتظار کر

رہی ہوں۔ بکری بولی۔ تم نے اسے کہیں دیکھا ہے......؟ اپنا نام سن کر عمرو کو حیرت ہوئی۔اسے خیال آیا کہ شاید بکری درست کہہ رہی ہے۔

تم عمرو کا کیوں انتظار کر رہی ہو۔ عمرو بولا۔ وہ تو طلسم ہوشربا گیا ہوا ہے۔

مجھے معلوم ہے مگر آج اسے نے واپس آنا تھا۔ بکری نے کہا۔ مجھے اس کی مدد کی ضرورت ہے سنا ہے وہ مظلوموں کا بہت ہمدرد ہے اور ان کی مدد کرتا ہے اگر تمہیں راستے میں ملے تو ادھر بھیج دینا۔

عمرو نے سوچا بکری پری اسے پہچانتی نہیں۔ کیونکہ وہ طلسم ہوشربا سے شکل بدل کر نکلا تھا اور اب تک اسی شکل میں تھا۔ اس لیے بکری پری اسے نہ

پہچان رہی تھی۔

مجھے بتاؤ کیا مسئلہ ہے میں تمہاری مدد کروں گا۔ اس نے بکری سے کہا۔

ہرگز نہیں ۔ میں تو صرف عمرو کو ہی بتاؤں گی وہی میرا مسئلہ حل کر سکتا ہے۔ بکری بولی۔

اچھا ۔ عمرو اس درخت کے پیچھے کھڑا ہے میں اسے بھیجتا ہوں عمرو نے مسکرا کر کہا اور بائیں جانب ایک درخت کی آڑ میں چلا آیا۔ وہاں اس نے اپنے چہرے سے رنگ و روغن صاف کیا ۔ پھر درخت کی آڑ سے نکل کر بکری کے سامنے پہنچا تو بکری حیرت سے اچھل پڑی۔

اوہ خواجہ عمرو تم آ گئے ۔

بکری خوش ہو کر بولی اور رونے لگی۔

گھبراؤ مت صندل پری۔ عمرو نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے شفقت سے کہا۔ میں تو کافی پہلے کا آیا ہوا ہوں مگر تم نہ پہچان سکیں کیونکہ میں نے شکل بدلی ہوئی تھی۔ اب درخت کی آڑ میں شکل تبدیل کر کے آیا ہوں مجھے بتاؤ تم کیسے بکری بنی ہو……؟

عمرو ۔ مجھ سے کوئی گستاخی ہو ئی ہو تو معاف کر دینا۔ بکری نے کہا۔ طلسم جمشید کے ایک جادوگر نے مجھے جادو سے بکری بنایا ہے۔

کیوں ، تم وہاں کیا کرنے گئی تھیں۔ عمرو نے سوال کیا۔ اور طلسم جمشید کہاں پر ہے؟

ہمارے ملک پرستان کے قریب ایک وادی میں ہے جس میں جادوگر رہتے

ہیں۔ ان کا سردار بگلا جادوگر ہے۔ میں
ایک دن وادی پر سے گزری تو اس
نے مجھے دیکھا اور پسند کر لیا ۔
اس نے مجھ پر منتر پھونکا جس سے میں
نیچے آ گری۔ بگلا جادوگر نے مجھے پکڑ
لیا اور اپنے ساتھ شادی کرنے کا مطالبہ
کیا۔ مگر میں نے انکار کر دیا۔ اس
پر اس نے غصے میں آ کر مجھ پر
منتر پھونکا اور میں بکری بن گئی بگلا
جادوگر کے اس ظلم پر میں چیخی چلائی
لیکن اسے مجھ پر رحم نہ آیا اور وہ
ہنستا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ میں بکری
کی صورت میں طلسم جمشید سے نکل آئی
مگر پرستان واپس نہ گئی۔ اور ادھر اُدھر
بھٹکتی رہی۔ ایک دن مجھے درویش نے
دیکھا تو کہ کہ صندل پری۔ تم عمرو
کے پاس جاؤ۔ وہ تمہاری ضرور مدد

کرے گا۔ کیونکہ وہ جادوگروں کا خاص دشمن ہے اور وہی تمہیں بگلا جادوگر کے جادو سے نجات دلائے گا۔ اس نے مجھے تمہارا بتا کر کہا کہ عمرو آج کے دن طلسم ہوشربا سے واپس آئے گا اور اس جنگل سے گزرے گا ۔ چنانچہ میں یہاں آ کر تمہارا انتظار کرنے لگی۔ بکری پری شہزادی نے سارا واقعہ بیان کر ڈالا ۔ عمرو کو بگلا جادوگر پر بے حد غصہ آیا اس نے بکری پری سے کہا۔

غم نہ کرو، شہزادی قدرت نے مجھے مظلوموں کی مدد کرنے کے لیے ہی پیدا کیا ہے۔ خدا نے چاہا تو میں تمہیں اس بدبخت بگلا جادوگر کے جادو سے ضرور نجات دلاؤں گا۔ آؤ میرے ساتھ۔ بکری پری عمرو کے ساتھ چل دی۔

عمرو گھوڑے پر سوار ہو ا اور اس نے بکری کو اپنے ساتھ گھوڑے پر بٹھا لیا۔ دوسرے دن وہ طلسم جمشید کے قریب پہنچ گیا۔

بگلا جادو گر اپنے دربار میں بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک اسے خیال آیا کہ صندل پری کا حال معلوم کی جائے۔ اس نے ایک منتر پڑھ کر ہوا میں پھونکا۔ فوراً ہی اس کے سامنے ایک مردہ کھوپڑی نمودار ہو گئی۔ کیا حکم ہے میرے آقا؟ کھوپڑی کے منہ آواز نکلی۔

شہزادی صندل پری کیا کر رہی ہے اور اس وقت کہاں ہے؟ ۔ بگلا جادو گر نے پوچھا۔

میرے آقا، صندل پری عمرو کے ساتھ گھوڑے پر سفر کر رہی ہے اور وہ طلسم سے تھوڑے فاصلے پر پہنچ چکے

ہیں۔ مردہ کھوپڑی نے جواب دیا۔ شام سے پہلے وہ طلسم میں داخل ہو جائیں گے۔ اوہ عمرو ادھر کیا کرنے آ رہا ہے؟ بگلا جادوگر نے پریشان ہو کر پوچھا۔

آپ کے جادو سے صندل پری کو نجات دلانے۔ کھوپڑی بولی۔ وہ آپ کو قتل کرنے آ رہا ہے بگلا جادوگر نے غضب ناک ہو کر کہا۔ میں اس خبیث عیار کو راستے میں ہی فنا کر ڈالوں گا۔

اس نے کھوپڑی پر پھونک ماری اور وہ غائب ہو گئی۔ تب اس نے دربار میں بیٹھے ایک جادوگر سے کہا۔

موچھا جادوگر ۔ تم جاؤ اور عمرو کو گرفتار کر کے لے آؤ۔ تاکہ میں اسے تم سب کے سامنے ذلیل کر کے

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

مار دوں۔

بہت بہتر سردار، میں اسے ابھی لاتا ہوں۔ تین فٹ لمبے قد والے موچھا جادوگر نے اٹھ کر ادب سے کہا۔ اور دربار سے نکل گیا۔ بگلا جادوگر مطمئن ہو کر درباریوں سے باتیں کرنے لگا۔

عمرو نے طلسم جمشید کے قریب پہنچ کر رنگ وروغن عیاری سے خود ایک نہایت حسین و جمیل لڑکی بنایا اور زنانہ لباس پہن لیا۔ پھر بکری پری سے بولا۔ اب تم میری زنبیل میں داخل ہو جاؤ تاکہ کوئی تمہیں دیکھ نہ سکے۔ اس نے زنبیل کا منہ کھولا اور بکری زنبیل میں داخل ہو گئی مگر زنبیل باہر سے اب بھی خالی نظر آ رہی تھی۔ عمرو نے گھوڑا آگے بڑھایا ۔ ابھی چند قدم ہی چلا تھا کہ ایک اچانک سامنے سے ایک

شیر ہوا میں آتا ہوا دکھائی دیا اور عمرو ہوشیار ہو گیا۔ شیر پر ایک بونا سا آدمی سوار تھا۔عمرو سمجھ گیا کہ شیر طلسمی ہے اور بونا کوئی جادوگر ہے۔ شیر کے سامنے زمین پر اترا اور عمرو نے گھوڑا روک لیا۔

اے خوبصورت لڑکی۔ تم کون ہو اور کہاں جا رہی ہو؟ جادوگر نے عمرو سے پوچھا۔ جو لڑکی بنا ہوا تھا۔

موچھے۔ میں یتیم اور بے وارث ہوں۔ چاہتی ہوں کہ کسی تم جیسے خوبصورت جادوگر سے شادی کر لوں اور جادوگری سیکھوں۔ عمرو نے زنانہ آواز میں کہا۔ مگر تم کون اور کہاں جا رہے ہو؟۔

میرا نام موچھا جادوگر ہے اور میں سردار بگلا جادوگر کے حکم پر عمرو عیار

کو گرفتار کرنے جارہا تھا مگر تمھیں دیکھ کر رک گیا۔ اگر تم چاہو تو میں تم سے شادی کرنے اور جادوگری سکھانے کے لیے تیار ہوں۔

میں بھی تیار ہوں موچھا بھائی۔عمرو نے خوش ہو کر کہا۔ مگر کہیں تمھارے سردار بگلا کو پتا نہ چل جائے۔

موچھا جادوگر نے کہا۔ آؤ پہلے میں تمھیں اپنے گھر چھوڑ آتا ہوں۔ پھر عمرو کی تلاش میں جاؤں گا۔ عمرو گھوڑے سے اتر کی اس کے پیچھے شیر پر بیٹھ گیا اور موچھا جادوگر کے حکم سے شیر پلٹ کر ہوا میں اڑنے لگا۔ چند منٹ بعد شیر طلسم جمشید کے ایک خوبصورت محل میں اترا۔ پھر کیا ہوا؟ یہ جاننے کے لیے "عمر و اور کالی چڑیل پڑھیں۔"

۰۴۔عمرو اور کالی چڑیل

تحریر: نوازش شاہین

موچھا جادوگر اور عمرو شیر سے اترے اور شیر غائب ہو گیا۔ موچھا جادوگر عمرو کو لے کر ایک کمرے میں پہنچا جہاں ایک بڑھیا بیٹھی تھی۔ اس نے حیرت سے عمرو کو دیکھا ور بولی۔ موچھے یہ تم کسے لے آئے ہو؟

اماں یہ تمہاری ہونے والی بہو اور میری دلہن ہے۔ موچھا جادوگر نے مسکرا کر کہا۔ بیچاری یتیم ہے اور میں اس سے شادی کروں گا۔تم شادی کی تیاری کرو۔ میں ذرا عمرو کو گرفتار کرنے جا رہا ہوں۔ پھر اس نے عمرو سے کہا۔ یہ میری ماں بلبل جادوگرنی ہے اسے میری شادی کا بہت شوق تھا۔

بلبل جادوگرنی بہت خوش تھی۔ اس

نے موچھا جادوگر سے کہا۔ بیٹے جلدی سے واپس آنا۔

موچھا جادوگر کمرے سے نکل گیا۔

بلبل جادوگرنی نے عمرو سے نام پوچھا۔

عمرو نے زنانہ آواز میں کہا۔

میرا نام گلشن ہے اور میرے باپ کا نام باغ تھا۔ کیونکہ وہ ایک باغ کا مالک تھا۔ ہمارے باغ میں کوہ قاف کے پودے تھے۔ ایک پودا سلیمانی پھول کا تھا جس کے پھولوں سے میرا باپ عطر بنا کر بیچا کرتا تھا۔ تم نے شاید سلیمانی عطر نہیں دیکھا۔ میں دکھاتی ہوں۔

یہ کہہ کر اس نے جیب سے ایک شیشی نکال کر بلبل جادوگرنی کے ہاتھ دے دی۔ پھر کہنے لگا۔

میری ماں نے چلتے وقت یہ شیشی مجھے دی تھی کہ جب میں شادی کروں

تو یہ عطر اپنی ساس کو دوں تا کہ وہ مجھ سے ہمیشہ پیار کرتی رہے اور مجھ سے کبھی خفا نہ ہو۔ سونگھ کر دیکھ لو۔

بلبل جادوگرنی نے شیشی کھول کر ناک سے لگائی مگر سونگھتے ہی بے ہوش ہو گئی کیونکہ شیشی میں بے ہوشی کی دوا تھی۔ عمرو نے اس کے ہاتھ سے شیشی لے کر دروازہ بند کیا اور رنگ و روغن عیاری سے خود کو اس کا ہم شکل بنانے لگا۔ پھر اس نے بلبل جادوگرنی سے لباس تبدیل کیا اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے پلنگ کے نیچے چھپا دیا۔ اب خود بلبل جادوگرنی بنا ہوا تھا۔ اس نے محل کی تلاشی لی۔ ایک کمرے میں اسے خزانہ مل گیا۔اس نے خزانہ زنبیل میں بھرا اور پہلے کمرے

میں آ کر بیٹھ گیا۔

ادھر موچھا جادوگر دوبارہ طلسمی شیر پر سوار ہو کر طلسم جمشید سے باہر نکلا اور عمرو کو تلاش کرنے لگا لیکن اسے عمرو نظر نہ آیا۔اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے عمرو اس کی غیر موجودگی میں طلسم میں داخل ہو چکا ہو۔ اس لیے پہلے معلوم کر لینا چاہیے۔ اس نے ایک منتر پڑھ کر شیر کے سر پر پھونک ماری ۔ فوراً شیر کے داہنے کان سے ایک کبوتر نکلا اور شیر کے سر پر بیٹھ کر ادب سے بولا۔ کیا حکم ہے میرے آقا؟

کیا بات ہے عمرو ابھی تک نہیں آیا؟ موچھا جادوگر نے پوچھا۔

وہ آچکا ہے میرے آقا؟ کبوتر نے بتایا۔

اچھا ......! موچھا جادوگر حیران ہو کر بولا۔ اب وہ کہاں ہے؟

وہ آپ کے محل میں خزانہ لوٹ رہا ہے میرے آقا۔ طلسمی کبوتر نے جواب دیا۔

یہ سن کر موچھا جادوگر بوکھلا گیا۔ اس نے کبوتر پر پھونک ماری اور کبوتر غائب ہو گیا۔ پھر اس نے شیر کو اپنے محل واپس چلنے کا حکم دیا اور شیر پلٹ کر اس کے محل کی طرف اڑنے لگا۔ جلد ہی وہ محل میں جا اترا۔ موچھا جادو گر شیر کی پشت سے اترا اور وہ دوڑتا ہوا پہلے کمرے میں داخل ہوا۔ اند ر اس کی ماں بلبل جادوگرنی بیٹھی تھی۔

اماں۔ عمرو ہمارا خزانہ لوٹ رہا ہے اور تم بے خبر بیٹھی ہو۔ موچھا جادوگر

ماں سے بولا۔ اور وہ دلہن کہاں ہے۔

معلوم نہیں۔ بلبل جادوگرنی بولی۔ کہہ رہی تھی کہ خزانے والے کمرے میں جا رہی ہوں۔

اوہ ! موچھا جادوگر چونکتا ہوا بولا۔ ارے کہیں وہی تو خزانہ نہیں لوٹ رہی۔ یقیناً وہ عورت کے روپ میں عمرو ہو گا۔ میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

وہ کمرے سے نکلا اور دوڑتا ہوا خزانے والے کمرے میں آیا مگر خزانہ غائب دیکھ کر غضب ناک ہو گیا۔ وہ غصے سے بڑبڑاتا ہوا بلبل جادوگرنی کے کمرے میں آیا اور بلبل جادوگرنی سے بولا۔

خزانہ خالی پڑا ہے۔ عمرو نے شادی کا چکر چلا کر ہمیں لوٹ لیا ہے۔

لیکن میں اسے بچ کر نہ جانے دوں گا۔ ابھی پتا چل جاتا ہے کہ وہ کہاں ہے۔

یہ کہہ کر وہ منتر پڑھنے لگا مگر بلبل جادوگرنی نے اسے روک دیا اور بولی۔ ٹھہرو ، یہ سونگھ کر دیکھو۔ اگر اس میں سے عمرو کی خوشبو آئے تو سمجھ لینا وہ محل ہی میں کہیں چھپا ہوا ہے ورنہ باہر جا چکا ہے۔

ساتھ ہی اس نے ایک شیشی موچھا جادوگر کو تھما دی۔ موچھا جادوگر نے شیشی ناک سے لگا کر سونگھی۔ مگر سونگھتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اسی لمحے فرش سے ایک طلسمی پتلا نمودار ہو کر موچھا جادوگر سے بولا۔ موچھا جادوگر ۔ میرے آقا بگلا جادوگر نے حکم دیا ہے کہ عمرو کو گرفتار کر کے

دربار میں لے آؤ۔ عمرو تمہاری ماں بلبل جادوگرنی کا ہم شکل بنا ہوا ہے جسے تم دلہن بنانے کے لالچ میں اپنے محل میں لائے تھے۔

یہ کہہ کر طلسمی پتلا غائب ہو گیا ۔ بلبل جادوگرنی جو اصل میں عمرو عیار تھا اس نے جلدی سے موچھا جادوگر کا لباس اتار کر پہنا اور زنانہ لباس اسے پہنا دیا۔ پھر رنگ وروغن سے خود کو موچھا جادوگر کا ہم شکل بنایا اور موچھا جادوگر کو بلبل جادوگرنی کا ہم شکل بنا کر اس کے ہاتھ پاؤں رسیوں سے باندھے۔ اس نے موچھا جادوگر کی زبان میں سوئی پیوست کر دی تاکہ وہ جادو نہ کر سکے۔ اس نے موچھا جادوگر کو اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور محل سے نکل آیا۔ اسے معلوم نہ تھا کہ دربار

کس طرف ہے۔

اتنے میں سامنے سے ایک جادوگر آتا دکھائی دیا۔ عمرو اس وقت موچھا جادوگر بنا ہو ا تھا اور اس کے کندھے پر موچھا جادوگر لدا ہوا تھا جو بلبل جادوگرنی کا ہم شکل نظر آ رہا تھا۔ سامنے سے آنے والے نے قریب پہنچ کر پوچھا۔

ارے موچھا بھائی۔ یہ تم اپنی ماں کو باندھ کر کہاں لے جا رہے ہو؟

یہ میری ماں نہیں اصل میں عمرو عیار ہے بگلا جادوگر نے کہا تھا کہ جو عمرو کو گرفتار کر کے لائے گا اسے پانچ لاکھ روپے انعام ملے گا۔ میرے پاس تو پہلے ہی بہت دولت ہے۔ یہ کسی غریب کے حوالے کروں گا ۔ تاکہ وہ انعام حاصل کر سکے۔ عمرو نے موچھا جادوگر کی آواز میں کہا۔

موچھا بھائی۔ غریب تو میں بھی ہوں۔تم عمرو کو میرے حوالے کر دو تا کہ میں انعام پا سکوں۔ جادوگر نے کہا۔

اچھا تمہارا گھر کہاں ہے؟ عمرو نے پوچھا۔

ارے ۔ تم مجھے نہیں پہچانتے میں رنگی جادوگر ہوں وہ سامنے ہی تو میرا محل ہے ۔ جادوگر بولا۔

دراصل آج کل میری آنکھوں میں ٹکرنے ہیں اور کم نظر آتا ہے اس لیے تمہیں پہچاننے میں دشواری ہو رہی ہے بھائی بھنگی جادوگر۔ عمرو نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

بھنگی نہیں رنگی جادوگر۔ رنگی جادوگر منہ کر بولا۔ اب تم نام بھی بھولنے لگے۔

یار۔ تم نے انعام حاصل کرنا ہے نہیں۔ عمرو نے غصے سے کہا۔ میں کہتا ہوں مجھے اپنے محل میں لے چلو۔ میں محل پہچان کر یقین کر لوں گا کہ تم کنگھی جادو گر ہو اور عمرو کو تمہارے حوالے کر دوں گا۔

آؤ، مگر تم میرا نام بھول گئے۔ میرا نام کنگھی نہیں رنگی ہے۔ رنگی جادوگر نے اسے گھورتے ہوئے۔ عمرو نے ہنس کر کہا ''ارے بھائی ملنگی ناموں میں کیا رکھا ہے تم نے بے شک مجھے موچھا کی بجائے گوچھا کہہ لو۔'' رنگی جادوگر کچھ نہ بولا۔ وہ عمرو کو اپنے محل میں لایا۔ ایک کمرے میں پہنچ کر عمرو نے کہا۔

میں نے یقین کر لیا ہے کہ تم ہی فرنگی جادوگر ہو۔ اس لیے یہ پکڑو

عمرو کو۔ اور سردار بگلا جادوگر کی خدمت میں پیش کر کے پانچ لاکھ روپے انعام لے آؤ۔ تمہارے آنے تک میں تھوڑا آرام کر لوں یہاں ۔ عمرو کو اٹھائے اٹھائے کندھے میں درد ہونے لگا ہے۔

اس نے نقلی عمرو کو رنگی جادوگر کے حوالے کیا اور رنگی جادوگر باہر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد عمرو نے اس کے محل کی تلاشی اور جو مال و زر ملا زنبیل میں بھر لیا۔ پھر وہ محل سے باہر جانا چاہتا تھا کہ ایک عورت محل میں داخل ہوتی ہوئی دکھائی دی اور عمرو رک گیا۔ اس نے اندازہ لگایا کہ وہ رنگی جادوگر کی بیوی ہو گی۔ بھائی موچھا۔ تم یہاں کیسے آئے ہو؟ عورت نے عمرو کو دیکھ کر حیرت سے پوچھا۔

دراصل میری ماں نے میری منت کی برفی بانٹی تھی۔ وہ دینے آیا تھا مگر گھر میں کوئی نہیں۔ عمرو بولا۔

میں ذرا شاہی محل گئی تھی۔ سردار کی بیگم روش جادوگرنی میری گہری سہیلی ہے نا۔ جادوگرنی نے بتایا۔ عمرو نے زنبیل سے برفی کا ٹکڑا نکال کر اسے دیا۔ جادوگرنی نے برفی کھائی مگر برفی نشہ آور تھی۔ وہ کھاتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ عمرو اسے اٹھا کر کمرے میں لایا اور خود کو اس کا ہم شکل بنانے لگا۔

پھر اس نے جادوگرنی کو موچھا جادوگر کا ہم شکل بنایا۔ اور اس سے لباس تبدیل کر کے اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے۔ اب وہ رنگی جادوگر کی بیوی کا ہم شکل بنا ہوا تھا۔

ادھر رنگی جادوگر دربار پہنچا۔ اور نقلی عمرو کو بگلا جادوگر کے سامنے فرش پر ڈال دیا۔ پھر کہنے لگا۔ حضور یہ عمرو عیار ہے جو موچھا جادوگر کی ماں بلبل جادوگرنی کا ہم شکل بنا ہوا تھا۔

مگر موچھا جادوگر کہاں ہے۔ وہ کیوں نہیں آیا؟ میں نے تو اسے عمرو کی گرفتاری کا حکم دیا تھا۔ بگلا جادوگر نے پوچھا۔

حضور۔ وہ اسے گرفتار کر کے لا رہا تھا مگر میری غریبی پر ترس کھا کر اس نے عمرو کو میرے حوالے کر دیا کہ میں اسے آپ کی خدمت میں پیش کر کے پانچ لاکھ روپے انعام حاصل کر لوں۔ رنگی جادوگر نے بتایا۔

بگلا جادوگر نے حکم دیا کہ عمرو کو ہوش میں لایا جائے اور اس سے معلوم

کیا جائے کہ بکری پری کہاں ہے؟ رنگی جادوگر نے بلبل جادوگرنی کے ہم شکل عمرو پر منتر پھونکا اور اسے ہوش آ گیا۔

عمرو تم مجھے قتل کرنے آئے تھے مگر اب بے بس پڑے ہوئے۔ بگلا جادوگر نے ہنس کر کہا۔ تم سمجھتے تھے کہ بلبل جادوگرنی کے ہم شکل بن کر بچ جاؤ گے مگر ناکام رہے۔

عمرو نے زبان باہر نکال کر دکھائی۔ اس میں پیوست سوئی دیکھ کر بگلا جادوگر نے رنگی جادوگر سوئی نکال دینے کا حکم دیا اور اس نے عمرو کی زبان سے سوئی کھینچ لی۔ تب اس نے اپنی رسیوں پر پھونک ماری اور رسیاں کھل گئیں۔ اس نے اٹھ کر کہا۔ حضور میں عمرو نہیں ہوں۔ میں تو موچھا جادوگر ہوں میری ماں کے روپ میں یقیناً عمرو تھا

جس نے مجھے نشہ آور عطر سونگھا کر
بے ہوش کر دیا تھا۔
یہ سن کر رنگی جادوگر گھبرا گیا۔
بگلا جادوگر بھی حیران ہوا۔ اس نے
طلسمی پتلے کو طلب کر کے پوچھا۔
حقیقت بیان کرو۔ کیا ماجرا ہے اور
عمرو کہاں ہے؟
طلسمی پتلے نے جواب دیا یہ عمرو
نہیں بلکہ اصل میں موچھا جادوگر ہے
۔ عمرو اس کا ہم شکل بنا ہوا تھا
جس نے موچھے کو رنگی کے حوالے کیا۔
اب عمرو شاہی محل میں خزانہ لوٹ رہا
ہے ۔ وہ رنگی جادوگر کی بیوی کو
بے ہوش کر کے اس کی شکل میں
شاہی محل گیا اور وہاں روشن جادوگرنی
کو برفی کھلا کر بے ہوش کرنے کے
بعد خود کو اس کا ہم شکل بنا کر

خزانہ لوٹ رہا ہے۔

یہ سن کر بگلا جادو گر غضب ناک ہو گیا۔ بگلا جادو گر کے حکم پر وہاں موجود تمام جادوگر بھی عمرو کی تلاش میں رنگی کے محل کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ اور وہ غصے میں خود اس سے انتقام لینے کے لیے بے چین تھا۔

ادھر عمرو اسی کی طرف چلا آرہا تھا ۔ عمرو اب اپنی اصل شکل میں تھا۔ کیونکہ وہ اب بگلا جادوگر کو ختم کر صندل پری کو بکری سے دوبارہ پری کے روپ میں لانا چاہتا تھا۔

عمرو نے بگلا جادوگر کے محل میں پہنچ کر بڑی عیاری کے ساتھ اسے قتل کر دیا اب صندل پری دوبارہ پری کے روپ میں آ چکی تھی۔ عمرو نے اب بگلا جادو گر کی بیوی کے روپ

میں تھا اور اس کے حکم پر محل کے خواجہ سرا نے جادو سے اس کے لیے طلسمی تخت منگوایا تھا۔ عمرو اسی تخت پر بیٹھ کر اپنے ملک کی طرف فرار ہو گیا تھا۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

۰۵۔ شہزادی نورین

تحریر: زمرد الیاس

بچو! ملک شام میں ایک سلطان رہتا تھا۔ اس کا نام تھا عمر، اس کی ایک بیٹی تھی نورین…… جس سے وہ بہت پیار کرتا تھا…… بچو نورین بہت خوب صورت تھی ، اس کے حسن کی دھوم دور دور تک پھیلی ہوئی تھی، ہمسایہ ممالک کے کئی شہزادے اس کے حسن کا چرچا سن کر اس کے لیے شادی کا پیغام لے کر آئے تھے۔ مگر نورین کسی سے شادی کے رضامند نہیں تھی، اس سے شادی کے یے بہادر ہونا لازمی تھا۔ سب شہزادے ناکام ہو گئے تھے، کیونکہ وہ سست تھے۔

خدا کا کرنا کیا ہوا بچو ایک خوب صورت شہزادہ دور سے سیر کرتا ہوا آیا،

وہ اپنے ملک سے سیر کے لیے آیا تھا، لیکن راستہ بھول گیا اور یہاں تک پہنچ گیا۔ اس نے بھی شہزادی نورین کے حسن کی تعریف سنی اور اس کی شادی کی شرط بھی سنی، اس نے دوسرے شہزادوں کی کہانیاں سنی جو شہزادی کو حاصل کرنے میں ناکام ہو چکے تھے۔ شہزادے کا نام جمال تھا، اس کو ایک نجومی نے بتا دیا تھا کہ اس کی ملاقات ایک خوب صورت شہزادی سے ہو گی، جس کو حاصل کرنے کے لیے اس کو تین چیزوں کی ضرورت ہو گی۔

۱: جادو کی دور بین جس کے ذریعے وہ بہت دور تک بلکہ دیواروں کے اندر بھی دیکھ سکے گا۔

۲: ایک جادو کا قالین جس کے اوپر بیٹھ کر وہ اڑ کر ہر جگہ پہنچ سکے

گا۔

۳: تیسرا ایک تیرکمان جس کا نشانہ کبھی خطانہیں ہو گا۔

شہزادے جمال نے اس سے پوچھا تھا کہ وہ تینوں چیزیں کہاں سے حاصل کر سکتا ہے۔ نجومی نے اس کو بتایا کہ ایک بوڑھا سوداگر ان تینوں چیزوں کا مالک ہے جو بہت دور کھنڈرات میں رہتا ہے...... بچو شہزدے کے سر پر شہزادی کو حاصل کرنے کا بھوت سوار تھا۔وہ سوداگر کر ڈھونڈنے نکل پڑا ...... شہروں ، جنگلوں سے ہوتا ہوا وہ کئی پہاڑوں کے پار تک پہنچا مگر اس کو وہ بوڑھا سوداگر نہ ملا...... کئی لوگوں نے اس کو دھوکہ دینا چاہا کہ آؤ ہم تمھیں یہ تینوں چیزیں دیں گے...... مگر وہ کسی کے فریب میں نہ آیا تھا۔

تھکا ہارا وہ ایک روز ستانے کے لیے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ وہ اتنا تھکا ہوا تھا کہ جلد ہی گہری نیند سو گیا۔ بچو شہزادہ جمال خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ بوڑھا بزرگ اس کو جگا رہا ہے کہ اٹھو شہزادے تم اپنی منزل کے قریب ہو...... اٹھو...... اس جنگل کو پار کرتے ہی تم ایک پرانے محل میں پہنچ جاؤ گے، جہاں بوڑھا سوداگر تمہارا انتظار کر رہا ہے۔

بس پھر کیا تھا بچو! شہزادہ ایک دم جاگ اٹھا اور اسی طرف ہو لیا۔ جہاں اس کو خواب میں بتایا گیا ...... وہ چلتا گیا ...... چلتا گیا...... شام ہو گئی، پھر رات...... گہری اندھیری رات...... مگر شہزادہ گھبرایا نہیں ...... وہ جانتا تھا کہ اس کا خواب جھوٹا نہیں ہو گا...... صبح سویرے

اس نے پرانے کھنڈرات نما محل کے ٹوٹے ہوئے مینار دیکھے۔ جو اس کی منزل کا پتہ بتا رہے تھے ۔ خوشی سے اس کے تھکے ہوئے چہرے پر رونق آ گئی...... اس کے قدم تیز ہو گئے اور آخرکار وہ اس کھنڈرات میں پہنچ گیا۔

وہ اندر داخل ہوا...... ویران محل کے تمام دروازے کھلے تھے۔ ایک کمرہ ...... دوسرا ...... تیسرا...... وہ چلتا رہا...... ساتویں کمرے میں ایک بڑے سے پلنگ کے اوپر وہ بوڑھا سوداگر سو رہا تھا۔

شہزادہ خوشی سے اچھل پڑا، اس نے مسرت سے بوڑھے کو جگانے کے لیے اس کا ہاتھ پکڑا، مگر بچو! اس کا ہاتھ شہزادے کے ہاتھ سے نیچے گر پڑا ...... وہ مر چکا تھا...... اس کی کھلی آنکھیں کسی کا انتظار کر رہی تھیں۔ شہزادہ

مایوس ہو گیا۔ اس نے بہت دیر کر
دی تھی ۔اپنی منزل کو پا کر کھو دیا
تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کیا کرے......
آخر وہ واپس مڑا ...... جیسے ہی وہ
واپس مڑا ایک اور پلنگ پر ایک جوان
لڑکا سو رہا تھا...... ہاں وہ سو رہا تھا......
شہزادے اس کو جگایا ......وہ بوڑھے سوداگر
کا بیٹا خیام تھا جو اپنے باپ کے مرنے
کے بعد اس شہزادے جمال کا انتظار کر
رہا تھا۔ یہ وہی شہزادہ تھا جس کے
بارے میں اس کے باپ نے بتایا تھا۔
خیام نے ایک صندوق کھولا او جادو کی
دور بین ، جادو کا قالین اور جادو کا
تیر کمان اس کے سپرد کر دیا۔ جمال
شہزادہ بہت خوش ہوا، مگر رحم دل شہزادہ
خیال کو اکیلا چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔ اس
نے اس کو بھی ساتھ لیا...... اور جادو

کے قالین پر بیٹھ کر ہوا میں اڑنے لگے...... کئی روز اڑتے رہے......

آخر ایک روز اس نے دور بین کے ذریعے سلطان کا محل دیکھا۔ جہاں ایک وزیر پریشانی میں ادھر اُدھر ٹہل رہا تھا۔ شہزادہ جمال نے قالین کو اترنے کا حکم دیا اور وزیر سے پوچھا کہ وہ کیوں پریشان ہے۔

وزیر نے بتایا کہ سلطان کی بیٹی نورین بہت بیمار ہے ...... کہ بد روح نے اسے جادو سے گہری نیند سلا دیا ہے اور سلطان او محل کے سارے لوگ بہت پریشان ہیں ۔ شہزادے جمال نے وزیر کو بتایا کہ وہ شہزادی کو اس چڑیل سے چھٹکارا دلا سکتا ہے۔ شہزادے نے اپنی دور بین سے دیکھا کہ وہ بد روح ایک اونچے برج پر بیٹھی محل کی طرف

دیکھ رہی ہے۔

شہزادے نے جلدی جلدی اپنا جادو کا تیر کمان نکالا......بد روح کا نشانہ لیا اور ...... تیر چھوڑ دیا...... مگر بچو! بد روح یہ سب کچھ دیکھ چکی تھی ، وہ غصہ میں دھاڑی اور سیدھی جمال کی طرف لپکی۔ مگر شہزادہ نشانہ لے چکا تھا۔ تیرکمان سے نکل چکا تھا جو سیدھا بدروح کی آنکھوں کے درمیان اس کے ماتھے پر لگا۔

بدروح نے غصے اور تکلیف سے چیخ ماری۔

اس دوران محل کے سارے لوگ اور سلطان یہ نظارہ دیکھنے باہر آ چکے تھے۔ تیر لگتے ہی بدروح زخمی ہو گئی۔ اور وہ ایک آگ کے گولے میں تبدیل ہو گئی جو ہوا میں اڑ کر غائب ہو گیا۔

اسی لمحے نورین اپنی نیند سے بیدار ہو گئی، سلطان نے خوش ہو کر شہزادے جمال کو گلے لگا لیا۔ شہزدی نورین نے جاگتے ہی شہزادے جمال کو دیکھنا چاہا۔ جس نے اپنی بہادری اور عقل مندی سے شہزادی کو پا لیا تھا۔

بچو! سلطان عمر نے ایک بہت بڑی دعوت کی اور اپنی بیٹی نورین کی شادی شہزادے جمال سے کر دی۔ لیکن بچو! شہزادہ جمال اپنے دوست خیام کو بھولا نہیں تھا۔ جس کے باپ نے اس کی تمام مشکلات کا حل وہ تین جادو کی چیزیں دی تھیں۔ اس نے خیام کی شادی سلطان کے وزیر کی لڑکی سے کرادی۔ اس طرح وہ سب ہنسی خوشی رہنے لگے۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

۰۶۔ چالاک بلی

ایک شخص کے تین بیٹے تھے۔ جب وہ فوت ہو اتو تینوں نے گھر میں موجود اشیاء آپس میں تقسیم کر لیں۔ بڑے بیٹے نے کہا کیونکہ میں تم دونوں سے بڑا ہوں اس لیے آٹا پیسنے کی چکی میں لوں گا۔ منجھلا بھائی بولا۔ اور میں آج کے بعد اس جھونپڑی کا مالک ہوں۔ سب سے چھوٹے بھائی عمر کو دونوں بھائیوں نے کہا اب گھر میں سوائے اس بلی اور کچھ نہیں اس لیے تم یہ بلی لے لو۔

عمر بلی لے کر گھر سے نکل آیا۔ وہ ایک درخت کے نیچے اداس بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اس مشکل وقت میں کیا کرے۔ بیٹھے بیٹھے عمر نے بے خیالی میں بلی کو مخاطب کر کے پوچھا۔ ''بی

مانو، اب ہم دونوں کا کیا بنے گا؟"

بلی نے جواب دیا۔ میرے آقا! آپ بالکل پریشان نہ ہوں جیسے میں آپ کو کہوں آپ اس پر عمل کرتے جائیں پھر دیکھنا آپ اپنے دونوں بھائیوں سے امیر ہو جائیں گے۔ بلی کو بولتے دیکھ کر عمر بہت حیران ہوا۔ اس نے بلی سے پوچھا مجھے کیا کرنا چاہیے۔ ؟ بلی نے کہا آپ مجھے ء ایک جوڑا کپڑوں کا اور ایک جوڑا اچھے جوتوں کا خرید دیں اور باقی کام مجھ پر چھوڑ دیں۔ عمر نے بلی کو کپڑے اور جوتے خرید کر دے دیئے۔

بلی نے کپڑے اور جوتے پہنے اور جنگل میں سے ایک موٹا تازہ خرگوش پکڑ کر بادشاہ کے محل کی طرف چل پڑی۔

مانو نے محل کے دربان کو کہا وہ کیمل آباد کے نواب کی طرف سے

بادشاہ کے لیے تحفہ لے کر آئی ہے اس لیے اسے بادشاہ سے ملنے دیا جائے۔ آج سے پہلے کسی نے بھی بلی کو بولتے نہیں سنا تھا ۔ اس لیے فوراً ہی مانو کو بادشاہ سے ملاقات کے لیے اندر بھیج دیا گیا۔

بادشاہ اپنے دربار میں بیٹھا تھا کہ بی مانو نے جا کر کہا، ''بادشاہ سلامت یہ خرگوش آپ کے لیے میرے آقا جناب عمر صاحب نواب آف کیمل آباد نے تحفہ کے طور پر بھیجا ہے برائے مہربانی میرے آقا کا تحفہ قبول فرمائیں۔'' بادشاہ نے بلی کو بولتے دیکھا تو بہت حیران ہوا۔ اس نے مانو سے یہ بھی نہ پوچھا کہ ریاست کیمل آباد کہاں پر ہے۔ خرگوش لے کر بادشاہ نے کہا ''تم اپنے آقا نواب آف کیمل آباد کا میری

طرف سے شکریہ ادا کر دینا او ان کو میرا سلام کہنا۔" بلی نے کہا "جی اچھا، ...... حضور" اور وہاں سے واپس آ گئی۔

چند روز بعد بلی نے دو موٹے موٹے تیتر پکڑے اور انہیں لے پھر بادشاہ کے دربار میں چلی گئی۔ وہاں جا کر پہلے کی طرح مانو نے تیتر بادشاہ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے بتایا کہ نواب آف کیمل آباد کی طرف سے بادشاہ کے لیے تحفہ ہے۔

کچھ دن بعد مانو بادشاہ کے دربار پھر تحفہ کے کر گئی تو اس نے سنا کہ بادشاہ اپنی بیٹی کے ساتھ دریا کے کنارے سیر کے لیے جانے والا ہے ، وہ جلدی جلدی واپس آئی اور عمر کو کہنے لگی "آقا آج آپ میرے ساتھ دریا پر چلیں اور وہاں دریا میں نہائیں۔"

عمر نے پوچھا اس کی کیا ضرورت ہے۔ مانو نے کہا آپ کوئی سوال نہ کریں جیسا میں کہتی ہوں ویسے ہی کرتے جائیں۔

عمر دریا میں نہانے لگا تو مانو نے اس کے کپڑے اٹھا کر چھپا دیئے۔ کچھ دیر بعد بادشاہ کی سواری ادھر آئی تو مانو نے شور مچا دیا کہ اس کے آقا کے کپڑے کوئی چوری کر کے لے گیا ہے۔بلی کی آواز سن کر بادشاہ نے شاہی سواری روکنے کا حکم دیا اور بلی کو بلایا۔بلی نے بادشاہ سے کہا ”جناب میرے آقا دریا میں نہا رہے ہیں اور کوئی ان کے کپڑے اٹھا کر لے گیا ہے۔ یہ سن کر بادشاہ نے اپنے خاص ملازم کو طلب کیا اور کہا ”جلدی سے محل میں جاؤ او نواب آف

کیمل آباد کے لیے خوب صورت نفیس تراش کا سوٹ لے کر آؤ......"

اور دیکھو یہ بہترین کپڑے کا بنا ہو اہو کیونکہ ہم نے نواب آف کیمل آباد کو ان کے شایان شان کپڑوں کا تحفہ دینا ہے۔

ملازم کپڑے لے کر واپس آیا تو عمر کو کپڑے پہننے کے لیے دیئے گئے۔ عمر نے دریا سے نکل کر کپڑے پہنے، اب بلی نے بادشاہ سے عمر کا تعارف کروایا۔

بادشاہ نے کہا نواب صاحب آپ ہمارے ساتھ ہی بگھی میں بیٹھ جائیں ہم آپ کو گھر چھوڑ دیں گے۔ عمر خاموشی سے شاہ بگھی میں بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ والی سیٹ پر شہزادی بیٹھی تھی۔ بلی بھاگی بھاگی شاہی بگھی سے

آ گے چلنے لگی۔ کچھ دور کھیتوں میں لوگ گھاس کاٹ رہے تھے۔ بلی ان لوگوں کے پاس گئی اور بولی دیکھو بادشاہ سلامت کی سواری ادھر آ رہی ہے وہ تم سے پوچھیں گے یہ گھاس کے کھیت کس کے ہیں تو تم کہنا یہ نواب آف کیمل آبا د کے ہیں اگر تم یہ جواب نہیں دو گے تو شاہی کارندے تمھیں قتل کر دیں گے۔ یہ سن کر لوگ خوفزدہ ہو گئے۔ شاہی بگھی وہاں پہنچی تو بادشاہ کے سوال کے جواب میں انہوں نے وہی کہا جو بلی نے انہیں سکھایا تھا۔

کچھ دور اور آ گے جا کر کھیتوں میں لوگ گندم کاٹ رہے تھے بلی نے انہیں بھی جا کر یہی کہا کہ بادشاہ سلامت پوچھیں گے یہ کھیت کس کے

IqbalCyberLibrary.net All rights reserved. ©2002-2006

ہیں تو انہیں جواب دیا جائے کہ یہ گندم کے کھیت نواب آف کیمل آباد کی ملکیت ہیں۔ دوسری صورت میں انہیں قتل کر دیا جائے گا۔ بادشاہ کی سواری یہاں پہنچی تو بادشاہ کے سوال کے جواب میں لوگوں نے بتایا کہ یہ کھیت نواب آف کیمل آباد کے ہیں۔ اب تو بادشاہ پر نواب آف کیمل آباد کی دولت کا بہت رعب ہوا۔

اسی طرح آگے آگے چلتے ہوئے بلی ایک بہت بڑی عمارت کے سامنے پہنچی اس عمارت کے بارے میں مشہور تھا کہ اس میں ایک بہت بڑا جن رہتا ہے۔ مانو نے عمارت کے دروازے پر دستک دی۔ جن نے دروازہ کھولا تو مانو نے ڈرتے ڈرتے کہا "میں نے سنا ہے کہ آپ اپنے آپ کو چند لمحوں میں کسی

بھی روپ میں بدل سکتے ہیں" جن
نے کہا ہاں تم نے ٹھیک سنا ہے۔
اگر تمہیں یقین نہیں تو اندر آؤ میں
تمہیں اس کا عملی مظاہرہ دکھاؤں۔ اندر
آ کر جن نے اپنے آپ کو ایک
خوف ناک شیر میں بدل لیا۔ مانو بلی
ڈر کر کمرے میں رکھی الماری کے اوپر
جا بیٹھی اور کہنے لگی۔ بے شک آپ
جیسے بڑے ڈیل ڈول کے مالک کے لیے
اتنے بڑے جانور کی شکل اختیار کر نا
کوئی مشکل نہیں۔ مزا تو جب ہے کہ
آپ اپنے آپ کو کسی چھوٹے سے
جانور کی طرح بنائیں مثلاً چوہا وغیرہ۔
جن نے بلی کی بات سن کر غصے
سے کہا ہم یہ بھی کر سکتے ہیں۔ اور
ایک زور دار چنگھاڑ مار کر اس نے
اپنے آپ کو چوہے میں تبدیل کر لیا۔

یہ دیکھتے ہی بلی نے الماری سے چھلانگ لگائی اور جھپٹ کر چوہے کو نگل لیا۔ اب وہ بالکل بے فکر ہو کر دروازے پر جا کھڑی ہوئی۔

شاہی بگھی جب اس عظیم الشان عمارت کے قریب آئی تو بلی بھاگ کر آگے آئی اور بولی "جناب میں بادشاہ سلامت کو نواب آف کیمل آباد کی رہائش گاہ پر خوش آمدید کہتی ہوں۔"

اتنی بڑی عمارت دیکھ کر بادشاہ کے دل میں عمر کی عزت مزید بڑھ گئی۔ اب بادشاہ نے عمر سے پوچھا "کیا میں آپ کے گھر کو اندر سے بھی دیکھ سکتا ہوں۔"

عمر بے چارہ کو تمام واقعات سے بے خبر تھا صرف گردن ہلا کر رہ گیا۔ بادشاہ نے عمر کی حویلی اور اس

کے کھیتوں کی خوب تعریف کی اور
اس نے عمر سے پوچھا کیا وہ شہزادہ
سے شادی کرنا چاہے گا۔ عمر کو بھی
شہزادی اچھی لگی تھی اس لیے عمر
نے فوراً شادی کی حامی بھر لی۔ کچھ
دن بعد شہزادی اور عمر کی شادی وہ
گئی اور وہ دونوں ہنسی خوشی رہنے لگے۔

۰۷۔سنہری گڑیا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک چھوٹی سی خوب صورت بچی ایک گھر میں اپنی امی کے ساتھ رہتی تھی۔ اس بچی کے بال بہت خوب صورت سنہری رنگ کے تھے ۔ اسی لیے بچی کو سب لو گ سنہری گڑیا کہا کرتے تھے۔

ایک دن سنہری گڑیا نے اپنی امی سے کہا میں باہر سیر کرنے جا رہی ہوں آپ کے لیے میں ایک گدستہ بنا کر لاؤں گی۔ سنہری گڑیا کی امی نے کہا ''بیٹی! جلدی واپس لوٹ آنا……اور ہاں ……زیادہ دور نہ جانا……ایسا نہ ہو کہ تم راستہ بھول جاؤ۔'' سنہری گڑیا نے پیار سے اپنی امی کے گلے میں بانہیں ڈال دیں اور بولی ''امی جان آپ فکر نہ کریں میں کچھ دیر ہی

بعد واپس آ جاؤں گی۔" گھر سے کچھ دور باغ میں پہنچ کر سنہری گڑیا نے رنگ برنگے پھول چننے شروع کر دیئے۔ وہ پھول چن چن کر اپنی ٹوکری میں رکھتے ہوئے آگے بڑھتی گئی سنہری گڑیا پھول چننے میں اس قدر محو تھی کہ وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا۔ سنہری گڑیا کافی زیادہ تھک گئی تھی۔ وہ آرام کی غرض سے باغ میں بیٹھ گئی اسے بھوک نے بھی ستانا شروع کر دیا۔ اچانک سنہری گڑیا نے دیکھا کہ باغ کے ایک کونے میں ایک خوب صورت گھر ہے۔ سنہری گڑیا اس گھر کے دروازے تک گئی اور دستک دی لیکن کافی مرتبہ دستک دینے کے باوجود دروازہ نہ کھلا تو اس نے تالے کے سوراخ سے اندر جھانک کر دیکھا سنہری

گڑیا کو وہاں کوئی نظر نہ آیا۔ سنہری گڑیا نے دروازے کا ہینڈل دبایا تو دروازہ کھل گیا۔ سنہری گڑیا گھر کے اندر داخل ہو گئی۔ گھر کے اندر داخل ہوتے ہی سنہری گڑیا کو بھینی بھینی خوشبو محسوس ہوئی۔ اس نے آگے بڑھ کر دیکھا تو ایک کھانے کی میز پر تین باؤل رکھے تھے۔ ان میں کھانے کی مختلف اشیاء تھیں۔ میز کے گرد تین کرسیاں رکھی تھیں۔ سنہری گڑیا بڑی کرسی پر بیٹھی لیکن وہ اسے پسند نہ آئی کیونکہ یہ بہت ہی سخت تھی۔ پھر درمیانے سائز کی کرسی پر بیٹھی لیکن وہ بھی اسے پسند نہ آئی کیونکہ وہ اتنی نرم تھی کہ سنہری گڑیا اس میں دھنس گئی۔ آخر میں وہ چھوٹی کرسی پر بیٹھی لیکن یہ کیا......کرسی تو بہت ہی نازک

تھی وہ سنہری گڑیا کا وزن نہ سہار سکی اور ٹوٹ گئی۔

سنہری گڑیا نے جلد ی آگے بڑھ کر بڑے باؤل میں سے ایک چمچ بھر کر منہ میں رکھا جو اتنا گرم تھا کہ اس کی زبان جلنے لگی۔ سنہری گڑیا نے اس کو چھوڑ کر درمیانے سائز کے باؤل میں سے ایک چمچ لے کر چکھا لیکن اس کا ذائقہ اسے پسند نہ آیا۔ اب اس نے چھوٹے باؤل میں دیکھا اس میں بے حد لذیذ سوپ تھا۔ سنہری گڑیا نے سوپ کا باؤل اٹھایا اور جلدی جلدی پینے لگی۔ سوپ پینے کے بعد سنہری گڑیا گھر کے دوسرے کمروں میں گئی۔ ایک کمرے میں دو بیڈ تھے ۔ سنہری گڑیا نے سوچا بھوک تو ختم ہو گئی اب کچھ دیر آرام کر لینا چاہیے۔

وہ ایک بیڈ پر لیٹ گئی لیکن فوراً اٹھ بیٹھی کیونکہ یہ تو بہت ہی سخت تھا۔ اور اس پر لیٹ کر آرام نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اب سنہری گڑیا دوسرے بیڈ پر جا لیٹی لیکن اس بیڈ پر بھی اسے آرام کا احساس نہ ہوا۔ وہ اٹھی اور گھر کے دوسرے کمروں میں چلی گئی ایک اور کمرے میں سنہری گڑیا نے دیکھا کہ ایک نہایت خوب صورت نرم و گداز بیڈ تھا ۔ سنہری گڑیا اس پر لیٹ گئی۔ یہ بیڈ بہت زیادہ آرام دہ تھا۔ جلد ہی وہ گہری نیند کی آغوش میں چلی گئی۔

یہ گھر دراصل بھالوؤں کا تھا یہاں ایک چھوٹا بھالو اپنے ابو اور امی کے ساتھ رہتا تھا۔ وہ سیر کرنے باہر گئے ہوئے تھے۔ جب واپس آئے تو انہوں

نے دیکھا کہ گھر کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی انہیں اندازہ ہو گیا کہ ان کے گھر میں کوئی داخل ہوا ہے ۔ وہ اپنے گھر داخل ہونے والے کی تلاش میں جیسے ہی آگے بڑھے تو چھوٹے بھالو کے ابو نے کہا "دیکھو میری کرسی اپنی جگہ سے ہٹی ہوئی ہے ۔ کسی نے اس پر بیٹھنے کی کوشش کی ہے۔ بھالو کی امی بولیں اور میری کرسی دیکھو ...... اس کا کشن اپنی جگہ سے ہلا ہوا ہے۔

چھوٹے بھالو نے کہا "امی...... دیکھیں تو میری کرسی تو کسی نے بالکل ہی توڑ دی ہے۔" دوسرے کمرے میں آ کر انہوں نے دیکھا کہ سنہری گڑیا چھوٹے بھالو کے بیڈ پر سو رہی ہے۔ وہ تینوں حیران حیران نظروں سے سنہری

گڑیا کو دیکھ رہے تھے۔ اور سرگوشیوں میں باتیں کر رہے تھے۔ اتنی دیر میں سنہری گڑیا کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے اپنے اردگرد بھالوؤں کو دیکھا تو گھبرا کر اٹھی اور باہر کی طرف بھاگ گئی۔

کافی دور جا کر اس نے دیکھا تو تینوں بھالو اپنے گھر کے باہر کھڑے اس کو جاتا دیکھ رہے تھے۔

کافی دیر بھٹکنے کے بعد سنہری گڑیا گھر پہنچی تو اس کی امی بے حد پریشان تھیں۔ سنہری گڑیا کو دیکھ کر اس کی امی نے سکون کا سانس لیا اور سرزنش کرتے پوچھا تم اتنی دیر تک کہاں تھیں؟…… میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔ جواب میں سنہری گڑیا نے سب کچھ بتا دیا۔ اس کی امی نے کہا شکر ہے کہ تمہیں گھر

کا راستہ مل گیا اور واپس آ گئی ہو۔

یاد رکھو آئندہ کبھی گھر سے دور نہ جانا اور نہ ہی کسی کے گھر بغیر اجازت داخل ہونا۔

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۰۸۔ حاتم طائی

بہت دن ہوئے، عرب میں ایک قبیلہ تھا۔ اس قبیلے کو طے کہتے تھے۔ قبیلے کے سردار کا ایک بیٹا تھا۔ اس کا نام حاتم تھا۔

حاتم بڑا بہادر اور سخی تھا۔ وہ ہر ایک کے کام آتا تھا۔کیا امیر اور کیا غریب ، سب اس کے گن گاتے تھے۔

حاتم کا ایک دوست تھا، منیر ۔ منیر ایک شہزادی سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ اس شہزادی کا نام بانو تھا۔ بانو اتنی خوب صورت تھی جیسے پری۔

ایک دن بانو نے منیر سے کہا۔ ”میرے پاس مرغابی کے انڈے کے برابر ایک موتی ہے۔ تم کہیں ایسا ہی موتی لے آؤ تو میں تم سے شادی کر لوں گی۔“

بے چارے منیر نے ویسا موتی بہت تلاش کیا مگر وہ کہیں سے نہ ملا۔

ایک دن حاتم جنگل میں شکار کھیلنے گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ منیر ایک درخت کے نیچے بیٹھا رو رہا ہے ۔ حاتم کو منیر پر بڑا ترس آیا۔ اس نے پوچھا "دوست ، کیوں روتے ہو؟"

منیر نے ٹھنڈی سانس لی اور موتی کا قصہ سنایا۔

حاتم نے کہا "دوست، موتی میں لاؤں گا۔ چاہے مجھے سمندر میں غوطہ کیوں نہ لگانا پڑے۔ تم گھر جا کر آرام سے بیٹھو اور میرے واپس آنے کا انتظار کرنا۔ اللہ نے چاہا تو میں جلدی واپس آؤں گا۔"

حاتم نے اپنے باپ سے اجازت لی او رسفر پر روانہ ہو گیا۔ چلتے چلتے شام

ہو گئی تو حاتم تھک کر ایک پیڑ کے
نیچے آرام کرنے بیٹھ گیا۔

اتنے میں دو چڑیاں اڑتی آئیں
اور اس پیڑ پر بسیرا کرنے بیٹھ گئیں۔

جب رات ہوئی تو چڑیا اپنے چڑے
سے کہنے لگی۔ ”چڑے رے چڑے،
کہیں اور چلو، میرا جی یہاں نہیں لگتا۔“

چڑے نے کہا ”تم ٹھیک کہتی ہو
۔ جی تو میرا بھی یہاں گھبرا گیا ہے
صبح ہو گی تو کہیں اور چلیں گے۔“

چڑیا کہنے لگی ”درخت کے نیچے جو
آدمی بیٹھا ہے یہ بہت پریشان معلوم ہوتا
ہے نہ جانے اس بے چارے کو کیا
غم ہے؟“

چڑے نے کہا ”مجھے معلوم ہے،
اسے کیا غم ہے۔ اس کا نام حاتم
ہے۔ یہ اپنے دوست کے لیے ایک

UrduCyberLibrary.Net All rights reserved ©2002-2006

موتی ڈھونڈنے نکلا ہے، جو مرغابی کے انڈے کے برابر ہے۔"

چڑیا یہ سن کر بولی "اتنا بڑا موتی کہاں ملتا ہے؟"

چڑے نے اپنے پر پھڑپھڑا کر کہا "یہاں سے بہت دور ایک دریا ہے۔ اس کے کنارے ایک بڑا سا پرند رہتا تھا جو تیس برس بعد دو انڈے دیتا تھا۔"

ایک بار اس نے انڈے دیئے تو ایک پریوں کا بادشاہ شمس لے گیا اور دوسرا انڈہ ایک اور بادشاہ ماہ یار کو ملا۔ شمس نے یہ انڈا شہزادی بانو کو اس کی سالگرہ پر دے دیا۔ اب شہزادی بانو کہتی ہے کہ جو کوئی اس موتی کا جوڑا لائے گا۔میں اس سے شادی کروں گی۔

اتنا کہہ کر چڑا خاموش ہو گیا۔
چڑیا نے پوچھا ''اگر کوئی ماہ یار بادشاہ سے انڈا مانگے تو وہ دے دے گا؟''
چڑا بولا ''شاید دے دے۔ ویسے ماہ یار بادشاہ کی شرط یہ ہے کہ جو کوئی اسے انڈے کی پوری کہانی سنائے گا، وہ انڈہ اس کو دے دے گا۔''
حاتم کو پرندوں کی بولی آتی تھی۔ اس نے یہ ساری باتیں سنیں تو اس کے کان کھڑے ہوئے۔
اتنے میں چڑا بولا ''مگر بی چڑیا، بادشاہ ماہ یار کے محل تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔ راستے میں کہیں دیو ہیں، کہیں جن اور کہیں اژدھے۔''
چڑیا کہنے لگی ''تو پھر بے چارہ حاتم کیسے جائے گا؟''
چڑا بولا ''بس اس کی ایک ہی ترکیب

ہے۔ نیچے زمین پر ہمارے بہت سے پر پڑے ہیں۔ حاتم انہیں سمیٹ لے ۔ جہاں کہیں خطرہ ہو، یہ پر نکالے، اپنے بدن سے لگائے۔ پھر قدرت کا تماشا دیکھے۔ کوئی جن، دیو، سانپ ، اژدھا اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔“

صبح ہوئی تو حاتم نے پر سمیٹے اور چل پڑا ۔ جگہ جگہ اسے دیو اور سانپ ملے، مگر وہ چلتا رہا۔ جہاں اسے خطرہ نظر آتا ، وہ پر اپنے بدن سے لگا لیتا۔

چلتے چلتے حاتم تھک گیا۔ اسے پیاس بھی لگ رہی تھی۔ ایک جگہ چشمہ دکھائی دیا۔

حاتم جلدی جلدی اس چشمے کی طرف بڑھا تو ایک سانپ نظر آیا۔ اسے دیکھ کے حاتم واپس جانے ہی والا تھا کہ

سانپ نے آواز دی "واپس کیوں جا رہے ہو؟ ٹھہرو"

سانپ کو باتیں کرتا دیکھا تو حاتم کو بڑا اچنبھا ہوا۔

سانپ نے اسے اپنے ساتھ چلنے کو کہا۔ حاتم اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔

سانپ حاتم کو ایک بہت بڑے باغ میں لے گیا۔ باغ میں ایک بڑا سا حوض تھا۔ سانپ حوض میں کود گیا اور تھوڑی ی دیر میں انسان بن کے نکل آیا۔

اس آدمی نے کہا "میں پریوں کا بادشاہ شمس ہوں۔ میں جھوٹ بولتا تھا اور ہر ایک سے لڑتا تھا، اس لیے اللہ میاں نے مجھے سانپ بنا دیا۔"

میں نے دعا مانگی تو غیب سے آواز آئی کہ جب میں حاتم نام کے شخص

کو دیکھوں تو انسان بن جاؤں گا اور اگر حاتم میرے لیے دعا کرے تو پھر میں مرتے دم تک انسان ہی رہوں گا۔

حاتم نے یہ سن کر بادشاہ شمس کے لیے دعا مانگی۔ بادشاہ خوش ہو گیا ور حاتم سے کہا ''مانگو، کیا مانگتے ہو؟''

حاتم نے اسے سارا قصہ سنایا اور کہا کسی طرح مجھے ماہ یار کے ملک تک پہنچا دو۔

بادشاہ شمس نے اسے ایک اڑن قالین دیا اور بولا۔ اس پر بیٹھ جاؤ ۔ یہ تمہیں ماہ یار کے ملک میں لے جائے گا۔

حاتم اڑن قالین پر بیٹھ گیا قالین اڑنے لگا راستے میں بہت اونچے اونچے پہاڑ اور لمبے چوڑے دریا ملے۔ اڑن قالین ان سب کو پار کر کے ماہ یار

کے ملک میں پہنچا۔

ماہ یار کے سپاہی اسے پکڑنے دوڑے۔ لیکن حاتم نے انہیں بتایا کہ وہ لڑنے نہیں ، دوستی کرنے آیا ہے۔ سپاہی اسے ماہ یار کے پاس لے گئے۔

ماہ یار حاتم سے مل کر بہت خوش ہوا۔ حاتم نے اس سے موتی مانگا تو اس نے کہا "اے حاتم، تم مجھے اس موتی کی کہانی سنا دو گے تو میں یہ موتی تمھیں دے دوں گا۔"

حاتم نے بادشاہ کو سارا قصہ سنا دیا۔

بادشاہ کہنے لگا "شاباش! جیسا سنا تھا، ویسا ہی پایا۔ تم سچ مچ بہت بہادر اور خدا ترس انسان ہو ۔ یہ لو ، یہ موتی لے جاؤ اور اپنے دوست منیر کو جا کر دے دو۔"

بادشاہ نے حاتم کو بہت سا روپیہ پیسہ اور سونا چاندی بھی دیا، مگر حاتم نے انکار کر دیا۔

حاتم نے کہا "آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میرے پاس خدا کا دیا سب کچھ موجود ہے ۔ مجھے صرف یہ موتی چاہیے۔"

حاتم ماہ یار سے موتی لے کر اپنے وطن واپس آیا۔ منیر اس کی راہ تک رہا تھا۔ حاتم کو دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا۔ اس نے وہ موتی بانو کو دے دیا اور بانو نے اس سے شادی کر لی۔

۰۹۔ دھوکا

ایک عقاب اور ایک الو میں دوستی ہو گئی۔ عقاب بولا۔

بھائی الو، اب میں تمہارے بچوں کو کبھی نہیں کھاؤں گا۔ مگر یہ تو بتاؤ ان کی پہچان کیا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی دوسرے پرندے کے بچوں کے دھوکے میں، میں انہیں ہی کھا جاؤں۔

الو نے جواب دیا "بھلا یہ بھی کوئی مشکل بات ہے۔ میرے سب بچے سب پرندوں کے بچوں سے زیادہ خوب صورت ہیں۔ ان کے چمکیلے پر دیکھ تم انہیں ایک ہی نظر میں پہچان لو گے اور......"

عقاب نے الو کی بات کاٹ کر کہا "بس میں سمجھ گیا۔ اب میں کبھی

دھوکا نہیں کھا سکتا۔ مگر بھائی ہر بات کو پہلے ہی پوچھ لینا اچھا ہے۔ پھر پچھتانے سے کچھ نہیں ہوسکتا۔ اچھا ، خدا حافظ پھر ملیں گے۔" یہ کہہ کر عقاب اڑ گیا۔

دوسرے دن عقاب شکار کی تلاش میں ادھر اُدھر اڑ رہا تھا۔ اسے ایک اونچے درخت کی شاخ پر کسی پرندے کا گھونسلا نظر آیا۔ گھونسلے کے اندر چار پانچ کالے کلوٹے بدشکل بچے موٹی اور بھدی آواز میں چوں چوں کر رہے تھے۔ عقاب نے سوچا "یہ بچے میرے دوست الو کے ہرگز نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ نہ تو یہ خوب صورت ہیں اور نہ ہی ان کی آواز میٹھی اور سریلی ہے۔"

یہ سوچ کر عقاب نے ان بچوں

کو کھانا شروع کر دیا۔ وہ قریب قریب سب بچوں کو کھا چکا تو الو اڑتا ہوا آیا اور شور مچا کر بولا ''ارے تم نے یہ کیا کیا؟'' یہ تو میرے بچے تھے۔

عقاب گھبرا کر اڑ گیا۔ ایک چمگادڑ نے جو پاس ہی اڑ رہی تھی ، الو سے بولی ''اس میں عقاب کا کوئی قصور نہیں، ساری غلطی تمہاری ہے۔ جو کوئی کسی کو دھوکہ دے کر اپنی اصلیت چھپانے کی کوشش کرتا ہے اس کا یہی انجام ہوتا ہے۔''

Iqbal Cyber Library.Net All rights reserved. ©2002-2006 اقبال اردو سائبر لائبریری

۱۰۔ ہر شخص کو خوش نہیں کیا جا سکتا

ایک بوڑھا آدمی اور اس کا لڑکا بازار جا رہے تھے۔ بوڑھا گدھے پر سوار تھا ۔ لڑکا گدھے کی لگام پکڑے آگے آگے جا رہا تھا۔ راستے میں ایک آدمی انہیں دیکھ کر کہنے لگا ۔ "ذرا اس بوڑھے کو دیکھنا آپ تو گدھے پر سوار ہے اور بیٹے کو پیدل چلا رہا ہے۔"

بوڑھا یہ سن کر گدھے سے اتر گیا اور بیٹے سے کہا "یہ آدمی ٹھیک کہتا ہے ۔ تم تھک گئے ہو گے۔ لو اب تم سوار ہو جاؤ۔ میں پیدل چلتا ہوں"

بیٹے کو باپ کا حکم ماننا پڑا۔ وہ گدھے پر سوار ہو گیا اور باپ پیدل چلنے لگا۔ ابھی تھوڑی ہی دور گئے

ہوں گے کہ ایک اور آدمی ملا ۔ وہ انہیں دیکھ کر کہنے لگا۔ ”ذرا اس نالائق لڑکے کو دیکھنا خود تو گدھے پر سوار اور بوڑھے باپ کو پیدل گھسیٹ رہا ہے۔“

بوڑھے نے یہ سن کر بیٹے کو بھی گدھے سے اتار لیا اور دونوں پیدل چلنے لگے۔ تھوڑی دور گئے ہوں گے کہ دو آدمی ملے۔ وہ انہیں دیکھ بولے۔

”ان بے وقوفوں کو دیکھو کہ سواری کے ہوتے ہوئے بھی پیدل چل رہے ہیں۔ “ یہ سن کر دونوں باپ بیٹا گدھے پر سوار ہو گئے۔ آگے چل کر انہیں ایک اور آدمی ملا ۔ وہ ان دونوں کو گدھے پر سوار دیکھ کر کہنے لگا ۔ ”ہے ہے ! کتنے ظالم لوگ ہیں۔ بے زبان جانور پر ذرا ترس نہیں

آتا۔ بے چارے کو بوجھ سے مارے ڈالتے ہیں۔"

بوڑھا یہ سن کر بیٹے سے کہنے لگا "لاؤ اس آدمی کا دل بھی خوش کر دیں۔" یہ کہہ کر بوڑھے اور اس کے لڑکے نے گدھے کو ایک لٹھ کے ساتھ باندھ کر کاندھوں پر اٹھا لیا۔

اتفاق سے راستے میں ایک دریا پڑتا تھا۔ دریا کے پل پر پہنچ کر گدھے نے گھبرا کر دولتیاں جھاڑیں اور دریا میں گر پڑا ۔ گرتے ہی پانی میں ڈوب گیا۔

بوڑھا بولا۔ "افسوس ہم سے ایک آدمی بھی خوش نہ ہوا اور گدھا مفت میں ہاتھ سے گیا ۔ سچ ہے دنیا میں ہر شخص کو خوش کرنا ممکن نہیں۔"

THE END------ختم شد-------